ابنِ صفی

تھکے تھکے سے بوجھل لمحوں کے لیے
اکسیر۔ ابنِ صفی کی زندۂ
جاوید تحریر۔ عمران کا
ایک مکمل اور دلچسپ ناول!

ایک دراز قد آدمی کچھ اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا، جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو۔

وہ ہر زینے پر لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا ضرور لیتا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوورکوٹ تھا جس کے کالر سرے تک اُٹھے ہوئے تھے اور پھر فلٹ ہیٹ کا گوشہ اس طرح پیشانی پر جھکا ہوا تھا کہ اُس کی صورت نہیں دیکھی جاسکتی تھی۔

حالانکہ پیراماؤنٹ بلڈنگ میں لفٹ بھی موجود تھی، لیکن نہ جانے کیوں اُس نے زینوں کو لفٹ پر ترجیح دی تھی کیا نشے کی حالت میں اس کے قدم خودکشی کی طرف بڑھ رہے تھے؟ یا شراب نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا؟

اگر یہ پیراماؤنٹ بلڈنگ کا واقعہ نہ ہوتا تو لوگ اُسے حیرت سے دیکھتے۔ یہاں کسے اتنی فرصت تھی کہ اُس کی اس عجیب و غریب حرکت پر غور کرتا۔ یہ پیراماؤنٹ بلڈنگ تھی، شہر کا سب سے بڑا تجارتی مرکز تھا... ہفت منزلہ عمارت میں سینکڑوں تجارتی دفاتر تھے۔ یہاں دن بھر آدمیوں کی ریل پیل رہتی تھی۔ اس کے باوجود بھی یہاں عجیب باتوں پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

طویل قامت آدمی اسی انداز میں زینے طے کر رہا [illegible] رات کے آٹھ بجے تھے، لیکن اس وقت بھی عمارت کی کھڑکیوں میں روشنی نظر آ رہی تھی۔ یہاں بہتیرے [illegible] تھے، جو دن رات کھلے رہتے تھے۔ طویل قامت [illegible] منزل کی ایک راہداری میں مڑ گیا، لیکن اب [illegible] اس نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر چلنے [illegible] اب اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ کی جھلک نہ [illegible] زینوں پر یہ لڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی تھی۔ [illegible] کے دروازے پر وہ رکا جس پر لگے ہوئے [illegible] تھا۔

"[illegible] اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹس"

[illegible] آدمی نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور ہلکی سی کراہ [illegible] لگ گیا۔ اندر سے دروازہ کھلتے ہی [illegible] کی کوشش کرنے لگا۔ دروازہ [illegible] اٹھارہ سالہ لڑکا تھا جس کے جسم پر [illegible]

[illegible] آدمی نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر [illegible] بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بھاگ جاؤ... چھٹی... یہ لو سیکنڈ شو دیکھنا!" اُس نے جیب سے ایک مڑا تڑا ہوا نوٹ نکال کر لڑکے کی مٹھی میں بند کر دیا۔

"سلام صاحب!" لڑکے نے فوجیوں کے سے انداز میں اُسے سلام کیا۔

"سلام بھاگ جاؤ!" دراز قد آدمی بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔ لڑکا تیزی سے چلتا ہوا زینوں پر مڑ گیا۔ دراز قد آدمی فلیٹ میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے اُس نے اپنا اوورکوٹ اتارا۔ فلٹ ہیٹ اُتار کر اسٹینڈ پر پھینکی اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ ایک سفید فام غیر ملکی تھا۔ دوسرے کمرے میں داخل ہو کر اُس نے ٹائپ رائٹر پر جھکی ہوئی لڑکی کو جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ اونگھ رہی تھی۔

"کیا تم یہاں سونے کے لیے آئی ہو؟" لمبے آدمی نے غرا کر کہا۔

"نہیں مسٹر التھرے! مجھے افسوس ہے۔" لڑکی خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ دراز قد آدمی نے ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دس کا نوٹ کھینچتا ہوا بولا۔ "جاؤ... چھٹی... سیکنڈ شو دیکھنا!"

لڑکی متحیر رہ گئی۔ یہ ایک چھوٹے قد کی معصوم صورت یوریشین لڑکی تھی۔ "میں نہیں سمجھی جناب!" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"تم چھٹی نہیں سمجھتیں... جاؤ۔ آج اوور ٹائم نہیں ہوگا۔" اُس نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر التھرے! اچھا..." لڑکی نوٹ لے کر اپنا وینٹی بیگ سنبھالنے لگی۔ دفعتاً اُس کی نظر فرش پر پڑی، جہاں التھرے کھڑا تھا... اور وہ ہونٹ سکوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"خون... مسٹر التھرے!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "آپ زخمی ہیں۔ مسٹر التھرے... آپ کا پیر..."

پھر اُس کی نظر التھرے کی ران پر جم گئی جہاں پتلون میں ایک سوراخ تھا اور اس کے گرد خون کا ایک بڑا سا دھبہ...

"اوہ... یہ کچھ نہیں۔" التھرے مسکرایا۔ "میں زخمی ہو گیا ہوں۔" اُس کی گھنی مونچھیں ہونٹوں کو ڈھکے ہوئے تھیں۔

گالوں کے پھیلاؤ سے لڑکی کو اُس کی مُسکراہٹ کا احساس ہُوا تھا۔
"کیا میں کچھ خدمت کرسکتی ہُوں؟" لڑکی نے کہا۔ وہ بہت زیادہ متاثر نظر آرہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ رو دے گی۔
گھنی مونچھوں سے التھرے کے سفید دانتوں کی قطار جھانکنے لگی۔ وہ ہنس رہا تھا۔ "تم بہت کمزور دل کی معلوم ہوتی ہو۔ میری مدد نہیں کرسکو گی۔ میری ران میں ریوالور کی گولی موجود ہے۔ اُسے میں خود ہی نکال لوں گا... تم جاؤ۔"
"میں ڈاکٹر کو فون کر دوں؟"
"نہیں بے بی! تم جاؤ... میں خود بھی کسی ڈاکٹر سے مدد لے سکتا تھا، لیکن..."
"جھگڑا ہُوا تھا؟"
"نہیں۔" التھرے نے خشک لہجے میں کہا۔ غالباً وہ لڑکی کے سوالات سے اُکتا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اب وہ چلی ہی جائے۔ وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ "یہ ایک اتفاقیہ حادثے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میں یہاں آنے کی بجائے پولیس اسٹیشن جاتا... ہم نشانہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ مگر تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی۔"
"اوہ... نہیں مسٹر التھرے! مگر آپ تنہا ہیں۔ اکیلے آپ کیا کرسکیں گے؟ کس طرح گولی نکالیں گے؟"
"اچھا تم کیا کرسکو گی؟"
"میں ایک تربیت یافتہ نرس ہُوں مسٹر التھرے!"
"تعجب ہے۔" التھرے کی آنکھوں سے شُبہ جھانکنے لگا۔ "تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا۔ تم تو ایک اسٹینوگرافر ہو۔"
"جی ہاں، شارٹ ہینڈ میں نے اُس پیشے کو ترک کرنے کے بعد سیکھا تھا۔"
"اوہ... اچھا، آؤ... میں دیکھوں گا کہ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"
تیسرے کمرے کی ایک الماری کھول کر التھرے نے فرسٹ ایڈ کا سامان نکالا۔ اسی کے ساتھ جراحی کے کچھ آلات بھی برآمد ہُوئے جنہیں لڑکی نے ایک برتن میں ڈال کر اسٹو پر رکھ دیا۔
"مگر مسٹر التھرے... گولی کون نکالے گا؟"
"میں نکالوں گا۔" التھرے مُسکرایا۔
"مجھے حیرت ہے۔ آپ ہم لوگوں کی طرح عام آدمی معلوم نہیں ہوتے۔"
"اوہ! نہیں تو..." التھرے ہنسنے لگا۔ وہ زخم [illegible] چکا تھا جس سے اب بھی خون بہہ رہا تھا۔ لڑکی نے اُسے حیرت سے دیکھا اور التھرے کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی لیکن وہ پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ لڑکی کی حیرت اور بڑھ گئی۔
"سوزی! تم متحیر ہو؟" التھرے نے پھر قہقہہ لگایا۔ "میرا سارا جسم زخموں سے داغ دار ہے۔ پچھلی جنگ میں میرے جسم کا قیمہ بن گیا تھا، پھر بھی میں نے ڈاکٹروں کو متحیر کر کے چھوڑا۔ اُن کا خیال تھا کہ میرے جسم میں کوئی خبیث رُوح ہو ورنہ اگر شریف رُوح ہوتی تو کبھی کی پرواز کر چکی ہوتی۔"
سوزی متحیرانہ انداز میں صرف سُنتی رہی کچھ بولی نہیں۔ التھرے نے کھولتے ہُوئے پانی کے برتن سے ایک چمٹی نکالی اور سوزی اُس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی پتھر کا ہے یا فولاد کا۔ وہ اتنے ہی انہماک کے ساتھ زخم سے گولی نکالنے میں مشغول تھا جیسے ہتھیلی میں چبھی ہُوئی کسی پھانس کو سُوئی سے کرید رہا ہو۔ گولی کے نکلنے میں دیر نہیں لگی۔ التھرے آواز سے ہنس رہا تھا۔ سوزی کو یہ ہنسی کچھ ہذیانی قسم کی معلوم ہُوئی۔ بالکل ایسی ہی جیسے شدتِ درد سے کراہیں نہ نکلی ہوں، قہقہے چھوٹ پڑے ہوں۔
"اب تم اپنا کام شروع کر دو۔" اُس نے کہا۔
"مگر جناب! آپ کے فرسٹ ایڈ بکس میں مرکری کروم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"
"وہی چلنے دو۔ برداشت کروں گا۔ میں اس وقت کہیں نہیں جا سکتا اور نہ ڈاکٹر کو طلب کر سکتا ہُوں۔"
سوزی زخم کی ڈریسنگ کرنے لگی، مگر اس کے ہاتھ بُری طرح کانپ رہے تھے۔ نہ جانے کیوں اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ کسی خبیث رُوح کے چکر میں پڑ گئی ہو۔
ڈریسنگ ہو جانے کے بعد التھرے نے سوزی سے کہا۔ "لڑکی! میں تم سے بہت خوش ہُوں۔ اسے ابھی سے نوٹ کر لو کہ میں یورپ کے دورے پر جاتے وقت تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس سے تمہارے تجربات میں اضافہ ہو گا۔"

"میں شکریہ ادا کرتی ہوں مسٹر التھرے!" سوزی نے خادمانہ انداز میں کہا۔
"مگر دیکھو! تم میرے زخمی ہو جانے کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی۔ اس سے خدشہ ہے کہ میرا وہ دوست مصیبت میں پھنس نہ جائے [illegible] کی گولی سے میں زخمی ہُوا تھا۔"
"میں کسی سے بھی تذکرہ نہیں کروں گی جناب!"
"شکریہ، اب تم جا سکتی ہو۔"
سوزی مزید کچھ کہے بغیر فلیٹ سے نکل آئی۔ نہ جانے کیوں اُس کے ذہن پر ایک انجانا سا خوف مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

❦

عمران کے اُس فون کی گھنٹی بجی جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں درج نہیں تھے۔ اُس نے ریسیور اُٹھا لیا...
دوسری طرف سے بولنے والی جولیا نافٹز واٹر تھی۔
"تنویر بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے جناب!"
"کیسے... کس طرح...؟"
"سراج گنج کی ایک تاریک گلی میں اُسے چند نامعلوم آدمیوں نے گھیر لیا۔ غالباً وہ اُسے پکڑ لے جانا چاہتے تھے۔ تنویر نے فائرنگ شروع کر دی۔ جواب میں اُن لوگوں نے بھی گولیاں چلائیں۔ تنویر کے دونوں بازو زخمی ہو گئے ہیں۔ وہ اس وقت سول اسپتال میں ہے۔ غالباً اب پولیس بیان لینے کے لیے پہنچ گئی ہو گی۔"
"کیا تنویر حملہ آوروں میں سے کسی کو پہچان سکا تھا؟"
"نہیں جناب! گلی تاریک تھی۔ یہ اُس کا خیال ہے کہ اُن میں سے ایک آدمی کو ضرور زخمی کیا ہے۔"
"اس خیال کی وجہ؟"
"وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اُس نے [illegible] کی آوازیں سُنی تھیں۔"
"[illegible] کی حالت مخدوش تو نہیں ہے؟"
"نہیں جناب! وہ ہوش میں ہے۔"
"کہاں سے بول رہی ہو؟"
"اسپتال سے۔"
"[illegible] کہ اُس کا بیان غیر واضح اور مبہم [illegible] رقم لُٹ جانے کی کہانی سُنائے [illegible]"
"بہت بہتر جناب! بیان ہو جانے کے بعد میں پھر فون کروں گی۔"
دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے ریسیور رکھ کر ایک طویل انگڑائی لی اور اس طرح مُنہ چلاتا ہُوا... دوسرے کمرے میں چلا گیا، جیسے دھوکے سے کوئی کڑوی یا کسیلی چیز کھا گیا ہو۔ اُس نے اپنے نوکر سلیمان کو آواز دی۔ چونکہ وہ دو گھنٹے تک خاموش بیٹھا رہا تھا اس لیے اب اُس کی زبان میں کھلبلاہٹ شروع ہو گئی تھی۔ سلیمان آ گیا۔
"ابے وہ تُو نے اپنے دادا کا نام کیا بتایا تھا؟ میں بھول گیا۔" عمران اس طرح بولا، جیسے یادداشت پر زور دے رہا ہو۔
"کیا کیجیے گا یاد کر کے؟" سلیمان نے بیزاری سے کہا۔
"صبر کروں گا یاد کر کے۔ تُو بتاتا ہے کہ ہم سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نالائق!"
"گلزار نام تھا۔"
"کیا داڑھی گلاب کے پھول کی شکل کی تھی؟"
"نہیں تو! ویسی ہی تھی جیسی سب کی ہوتی ہے۔"
"ابے تو پھر گلزار کیوں نام تھا؟" عمران غصیلی آواز میں دہاڑا۔
"میں نہیں جانتا... آپ میرے دادا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟"
"اچھا، چل چھوڑ دیا... پردادا کا کیا نام ہے؟"
"مجھے نہیں معلوم۔"
"ابے تجھے اپنے پردادے کا نام نہیں معلوم!"
"میرا پردادا تھا ہی نہیں۔" سلیمان نے بُرا سا مُنہ بنا کر کہا۔
"تب پھر تجھ سے زیادہ بدنصیب آدمی روئے زمین پر نہ ملے گا۔"
"صاحب ہانڈی جل رہی ہے مجھے جانے دیجیے۔"
"اچھا بے! ہمیں اُلّو بناتا ہے، کیا ہانڈی کاغذ کی ہے کہ جل جائے گی؟"
"صاحب!" سلیمان اُسے گھورتا ہُوا بولا۔
"کیا کہتا ہے؟"
"میرا حساب کر دیجیے۔ میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔"
"حساب...!" عمران کچھ سوچتا ہُوا بولا۔ "حساب! اچھا

کاغذ پنسل لے کر ادھر بیٹھ۔"

"مجھے لکھنا نہیں آتا۔"

"اچھی بات ہے، جب لکھنا آ جائے تو مجھے بتانا، میں حساب کر دوں گا۔"

پرائیویٹ فون کی گھنٹی پھر بجی اور یہ سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔ عمران نے کمرے میں جا کر کال ریسیو کی۔ فون جولیا ہی کا تھا۔

"اٹس از جولیا سر!"

"کیا خبر ہے؟"

"تنویر کا بیان ہو چکا ہے۔ اس نے یہی لکھوایا ہے کہ اس کے پرس میں ڈیڑھ ہزار روپے تھے، جو چھین لیے گئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، لیکن سنو! تم سبھوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"ہم ہر وقت محتاط رہتے ہیں جناب! اگر محتاط نہ ہوتے تو تنویر کی رپورٹ غالباً آسمان سے اترتی۔ احتیاط اور حاضر دماغی ہی کی وجہ سے وہ بچ گیا ہے۔"

"خیر، ہاں دیکھو... تمھیں یہ د سمجھنا چاہیے کہ تھریسیا یا افغانسے اب شہر میں نہیں ہیں۔ یہ لوگ دشمن کے پچھے ہیں۔ یا تو کاغذات حاصل کریں گے یا اپنی جانیں دے دیں گے۔"

"تو کیا تنویر پر کیا جانے والا حملہ انھی سے منسوب کیا جائے گا؟"

"ممکن ہے کہ یہ حملہ انھی کی طرف سے ہوا ہو۔"

"پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

"فی الحال اس بے تکے سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

❦

سوزی حسبِ معمول دوسری صبح آفس پہنچی، لیکن التھرے اپنی میز پر موجود نہیں تھا۔ سوزی نے سوچا کہ اب اس کے پیر کی تکلیف بڑھ جائے گی۔ لہٰذا وہ اپنی مسہری سے ہلنے کی بھی ہمت نہ کر سکے گا، مگر پھر آفس کس نے کھولا؟ یہاں ملازم صرف تین تھے۔ ایک سوزی خود، دوسرا ایک کلرک اور تیسرا چپراسی۔ التھرے کا رہائشی کمرا بھی اسی فلیٹ میں تھا اور وہ وہاں تنہا رہتا تھا۔ لہٰذا آفس وہی کھولتا تھا۔ یہ تینوں ملازم باہر سے آتے تھے۔

فلیٹ میں چار کمرے تھے۔ دو کمرے التھرے نجی طور پر استعمال کرتا تھا اور دو آفس کے لیے تھے۔ سوزی اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔ کلرک ابھی نہیں آیا تھا۔ اس نے چپراسی سے پوچھا۔

"صاحب کہاں ہے؟"

"اپنے کمرے میں ہوں گے۔"

"آفس کس نے کھولا؟"

"صاحب نے۔"

چونکہ اسے پچھلی رات کھسکا دیا گیا تھا، اس لیے وہ سوزی کو شبہے کی نظر سے دیکھ رہا تھا اور سوزی خواہ مخواہ دل ہی دل میں شرما رہی تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی... کہ چپراسی اسے آج اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا۔ کچھ دیر بعد کلرک بھی آ گیا، لیکن التھرے کی میز خالی ہی رہی۔ کلرک نے اسے ٹائپ کرنے کے لیے کچھ کاغذات دیے اور وہ کام میں مشغول ہو گئی۔ کلرک ایک نوجوان دیسی عیسائی تھا، اچھی صحت رکھتا تھا اور قبول صورت بھی تھا۔ اکثر وہ سوزی کے ساتھ ہی شامیں گزارتا تھا۔

لنچ کے وقفے میں شاید چپراسی نے کلرک کو پچھلی رات کا واقعہ بتایا تھا۔ سوزی نے یہی محسوس کیا، کیونکہ لنچ کے بعد اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ التھرے اندر ہی تھا۔ اس نے چپراسی سے کہلوا دیا تھا کہ آج اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے آفس ایک گھنٹہ پہلے ہی بند کر دیا جائے۔ ساتھ ہی چپراسی نے بانگِ دہل یہ بھی کہا کہ التھرے کی ہدایت کے بموجب سوزی کو وہیں رکنا ہو گا۔ کلرک نے سوزی کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا۔

"کل بھی تم رکی تھیں؟" اس نے کہا۔

"ہاں کل بھی رکی تھی۔"

"کیوں؟"

جرح کا یہ انداز شاید سوزی کو پسند نہیں آیا تھا۔ بے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا میں اس کا جواب دینے کی مجبور ہوں؟"

"اوہ... نہیں تو۔" کلرک سٹ پٹا گیا۔ اسے نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سوزی کی آنکھیں الو کی آنکھوں سے مشابہ ہوں۔ حالانکہ اسے اس کی آنکھیں اچھی لگتی تھیں اور ان کے تصور کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں لاتعداد کنول کھل اٹھتے تھے۔ کنول جو حسن اور پاکیزگی کی... علامت سمجھے جاتے ہیں۔ سوزی اب بھی اسے جواب طلب نظروں سے گھور رہی تھی۔ کلرک اپنے کام میں مشغول ہو چکا تھا، مگر اس کے چہرے پر اب بھی ملال کا غبار دیکھا جا سکتا تھا۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے وہ اپنی میز سے اٹھ گیا۔ باہر جاتے وقت اس نے سوزی کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا اور سوزی سوچنے لگی تھی۔ آخر یہ لوگ جان پہچان اور دوستی کے معنی غلط کیوں لیتے ہیں۔ وہ اس کے اس سوچنے کا مطلب اچھی طرح سمجھتی تھی، لیکن اس کی دانست میں ان کا ملنا جلنا ان حدود میں ابھی تک داخل نہیں ہو سکا تھا، جہاں طرفین ایک دوسرے پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ سوزی اس وقت زیادہ جھلا گئی جب اس نے رخصت ہوتے وقت چپراسی کی آنکھوں میں بھی وہی سوال پڑھا۔

"جہنم میں جاؤ۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ التھرے تک پہنچنے کے لیے بے چین تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ پچھلی رات کا دلیر آدمی اب کس حال میں ہے؟ وہ جانتی تھی کہ اب اس میں بستر سے ہلنے کی بھی سکت نہیں رہی ہو گی۔

اس نے بیرونی دروازہ بند کیا اور التھرے کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ وہ صبح اس خیال سے وہاں نہیں گئی تھی کہ ممکن ہے التھرے اسے ناپسند کرے۔ ویسے اس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ التھرے اس کی مدد کے بغیر پٹیاں بھی تبدیل نہ کر سکے گا۔ پچھلی رات تو چوٹ تازہ تھی، مگر اب اس کی ہمت بھی ساتھ دینے سے قاصر ہو گی۔ کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے ہلکی سی دستک دی۔

"آ جاؤ۔" اندر سے التھرے کی آواز آئی۔

لیکن وہ اندر پہنچ کر ایک بار پھر متحیر ہو گئی... کیونکہ التھرے اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے شاید ٹہل رہا تھا۔ سوزی کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور سوزی کچھ بوکھلا سی گئی۔

"میں دراصل... پٹی تبدیل کرنا چاہتی ہوں... اور اگر ڈھل جائے تو بہتر ہے۔"

"شکریہ!" التھرے ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔ میں دھو چکا ہوں اور پٹی بھی تبدیل ہو گئی ہے۔"

"آپ سچ مچ کمال کرتے ہیں۔" سوزی نے کہا۔

"میں نے تمھیں اس وقت ایک ضرورت سے روکا ہے۔"

"فرمایئے۔"

"میرا ایک خط میری بیوی تک پہنچا دو۔"

"بیوی!" وہ حیرت سے دہرا کر رہ گئی۔

"ہاں کیوں؟" التھرے مسکرایا۔ "اس میں متحیر ہونے کی کیا بات ہے؟"

"اوہ... جناب! میں ابھی تک یہی سمجھتی تھی کہ آپ کنوارے ہوں گے۔"

"یہ غمناک کہانی ہے بے بی۔"

"اوہ..." سوزی ہونٹ سکوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے۔ مجھے پسند نہیں کرتی۔ اسے ایسے مرد پسند ہیں، جو شائستہ ہوں، شاعرانہ مزاج رکھتے ہوں... اسے ایسے مرد پسند ہیں جو میری طرح وحشی نہ ہوں، اگر ان کی ٹانگ میں بھی ریوالور کی گولی لگے تو وہ اسی جگہ ٹھنڈے ہو جائیں... ہاں بے بی۔" التھرے کی آواز غمناک ہو گئی۔

"مجھے حیرت ہے جناب کہ مسز التھرے کس قسم کی عورت ہیں؟" سوزی نے کہا۔ "نہ جانے وہ عورتیں کیسی ہیں؟ جنھیں زنانہ اوصاف کے مرد پسند ہیں۔"

"ایسی بھی ہوتی ہیں بے بی۔ میں انھیں عورتیں کہنے کو تیار ہی نہیں۔"

"آپ مجھے خط دیجیے، میں پہنچا دوں گی۔"

"شکریہ سوزی۔" التھرے بولا۔ "میں اب یہ جھگڑا ہی ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ میں اسے آخری خط بھیج رہا ہوں۔ کیوں؟ کیا خیال ہے تمھارا؟ اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی تو قانونی طور پر علیحدگی ہی بہتر ہو گی۔"

"اوہ... نہیں، اگر سمجھوتا ہو جائے تو بہتر ہے۔" سوزی نے کہا۔

"نہیں... جو آدمی ہمارے درمیان میں آ گیا ہے، اسے راستے سے ہٹائے بغیر یہ ناممکن ہے، لیکن میری نظروں میں قانون کا احترام بہت زیادہ ہے۔ میں اسے قتل نہیں کر سکتا۔"

دفعتاً سوزی مسکرائی اور بولی۔ "حکمتِ عملی جناب! قتل کی کیا ضرورت ہے۔ کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ تشدد کے بغیر ہی وہ آپ دونوں کے درمیان ہی سے ہٹ جائے؟"

"نہیں۔" التھرے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ مگر ٹھہرو! اگر کوئی عورت ان دونوں کے درمیان آجائے تو شاید... دیکھو بے بی! مجھے حیرت ہوتی ہے سلوانا پر... میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ نامعقول آدمی اُسے اتنا کیوں پسند ہے؟ ارے وہ بالکل احمق ہے۔ اُسے کسی بات کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ وہ سبز پتلون پر سُرخ قمیص پہنتا ہے۔ زرد ٹائی لگاتا ہے اور نیلا فلٹ ہیٹ۔ کسی سرکس کا مسخرہ معلوم ہوتا ہے، نہ اُس کے جسم میں قوت ہے اور نہ کھوپڑی میں مغز۔"

"سچ سچ؟" سوزی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"ہاں بے بی! میں غلط نہیں کہہ رہا اور وہ ایک دیسی ہے یورپین بھی نہیں۔"

"تب تو شاید معاف کیجیے گا، مجھے مسٹر النھرے صحیح الدماغ نہیں معلوم ہوتے۔"

"مگر سوزی! وہ بہت خوب صورت ہے۔ میں اُسے بہت چاہتا ہوں۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہوں؟"

"تم کیا کر سکو گی؟" النھرے تشویش کُن لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے اُس آدمی کا پتا بتائیے۔ شاید میں کچھ کر سکوں۔"

"ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ میرا خیال ہے کہ تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔" النھرے ہاتھ اُٹھا کر بولا اور کچھ سوچنے لگا، پھر کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے، مگر میں اُسے بُرا سمجھتا ہوں، کیونکہ تم ایک شریف لڑکی ہو۔"

"میں اپنی حفاظت بخوبی کر سکتی ہوں مسٹر النھرے اور میری شرافت بھی برقرار رہ سکتی ہے، لیکن یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ اگر میری وجہ سے آپ دونوں کی ازدواجی زندگی پُرمسرت گزر سکے گی۔"

"شکریہ بے بی۔"

"اب آپ مسز النھرے کو آخری خط لکھنے کا ارادہ ترک کر دیجیے۔"

"نہیں بے بی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"آپ مجھ پر اعتماد کیجیے۔ میں ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسے آپ کے راستے سے ہٹا دوں گی۔"

"کیسے ہٹا دو گی؟"

"اوہ... آپ اعتماد کیجیے نا مجھ پر۔ میں نرس بھی رہ چکی ہوں۔ شاید میں مختلف مردوں کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ انھیں کس طرح شکست دی جا سکتی ہے۔"

"لیکن اگر تم اپنا کوئی نقصان کر بیٹھیں تو مجھے گہرا صدمہ ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کیجیے، مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"اچھا بے بی۔" النھرے نے ایک طویل سانس لی۔ ایک لحظہ خاموش رہا اور پھر بولا۔ "تم اُس سے فی الحال دوستی کر لو، پھر میں تمھیں بتاؤں گا کہ تمھیں کیا کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے، آپ مجھے اُس کا نام اور پتا تو بتائیے۔"

"اُس کم بخت کا نام ہی تو مجھے یاد نہیں رہتا۔" النھرے نے کہا۔ "مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ ہر شام ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ضرور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اپنی میز پر تنہا نظر آتا ہے۔ ارے، وہ صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے بے بی اور ہمیشہ بے ڈھنگے کپڑے پہنتا ہے۔"

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کلب میں ایسے کسی آدمی کو کبھی نہ کبھی ضرور دیکھا ہے۔"

"دیکھا ہوگا۔ وہ ہزاروں میں بھی پہچانا جا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے جناب... آپ مطمئن رہیے۔"

"میں ہمیشہ تمھارا مشکور رہوں گا، مگر ہاں دیکھو! اب تم آفس نہ آنا۔ اس معاملے کو ختم کرنے کے بعد ہی تم یہاں آنا، ورنہ ہو سکتا ہے کہ..."

"ارے... اگر وہ احمق ہی ہے تو اتنی تفتیش کہاں کر سکے گا کہ میرے متعلق اُسے کچھ معلوم ہو جائے۔"

"سلوانا بہت ذہین ہے بے بی۔ اگر اُسے شبہ بھی ہو گیا کہ تمھارا کوئی تعلق مجھ سے ہے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"سلوانا، نام ہے مسز النھرے کا؟"

"ہاں... اُس کا نام بھی کتنا پیارا ہے... کیوں؟" النھرے نے والہانہ انداز میں کہا، پھر اس طرح ہنسنے لگا، جیسے اُس سے کوئی حماقت سرزد ہو گئی ہو۔

"اچھی بات ہے، میں یہاں نہیں آؤں گی۔ مگر میرا کام کون کرے گا؟"

"کوئی دوسرا آجائے گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس اُس سے کسی نہ کسی طرح دوستی کر لو اور ٹھہرو۔" وہ اُٹھ کر میز کی طرف گیا۔ اس کی دراز کھولی اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سوزی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ

رکھ لو کام آئیں گے۔"

سوزی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اگر وہ سارے سو سو کے نوٹ تھے تو وہ گڈی کم از کم پانچ ہزار کی تھی یا ہو سکتی تھی۔

"یہ تو بہت بڑی رقم معلوم ہوتی ہے جناب!" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"سلوانا کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے میں اپنی ساری دولت صرف کر سکتا ہوں۔ تم اسے رکھو۔ اس کا کوئی حساب تم سے طلب نہیں کیا جائے گا۔"

"یہ بہت ہے جناب! اسے آپ رکھیے۔ جب ضرورت ہوگی، طلب کر لوں گی۔"

"نہیں تم ہی رکھو... مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔"

"اعتماد کے لیے میں شکر گزار ہوں جناب!"

جولیانا فٹز واٹر نے ایکس ٹو کے پرائیویٹ نمبر ڈائل کیے اور دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو۔"

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"ہاں کیا بات ہے؟"

"تنویر کی حالت بہتر ہے۔"

"دیکھو، ہوشیار رہو۔ الفانسے اور تھریسیا یہاں سے گئے نہیں۔ یہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اُن کا گروہ ٹوٹ چکا ہے، لیکن وہ دونوں ابھی تک کٹے ہوئے پتنگ کی طرح نہیں ہچکولے کھا رہے ہیں اور یہ تم جانتی ہی ہو کہ جھنڈ سے بچھڑے ہوئے بھیڑیے کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں جناب! پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"تھریسیا کو تلاش کرو۔"

"آپ نے بتایا تھا کہ وہ پچھلی بار میک اپ میں نہیں تھی۔"

"ہاں میرا خیال ہے، وہ کبھی میک اپ میں نہیں رہتی۔ جب عمران نے اُسے پہچان لیا تھا تو تم بھی پہچان سکو گی، مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اُس کے چہرے کی بناوٹ عجیب ہے اور اسی سے وہ فائدہ اُٹھاتی ہے، اگر وہ یونہی اپنا نچلا ہونٹ تھوڑا سا [illegible] لے تو تم قیامت تک اُسے نہیں پہچان سکتیں۔ اس تھوڑی سی تبدیلی کا اثر اُس کے سارے چہرے پر پڑے گا۔"

"کیا یہی وجہ ہے کہ وہ بچتی پھرتی ہے؟"

"قطعی یہی وجہ ہے۔"

"پھر اُسے تلاش کر لینا آسان کام نہیں ہے۔"

"کچھ مشکل نہیں ہے۔ تھوڑا صبر کرو، مجھے تھریسیا سے زیادہ الفانسے کی فکر ہے اور وہ دوسرا آدمی سیسرو..."

"تو پھر ہم فی الحال خاموش بیٹھیں؟"

"بالکل، ضرورت ہوئی تو تمھیں مطلع کیا جائے گا، ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس بار میں دوسرے ذرائع اختیار کروں۔"

"کیا عمران...؟"

"ہاں ممکن ہے... اچھا بس..." دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

سوزی دل کی بُری نہیں تھی۔ اُس نے اس کا ذمہ محض اس لیے لیا تھا کہ النھرے اور سلوانا کے تعلقات پھر بہتر ہو جائیں۔ اُس کی دانست میں وہ آدمی گنہگار تھا، جو اُن دونوں کے درمیان میں آگیا تھا۔ لہٰذا وہ اُسے ہر طرح سے زِک دینا جائز سمجھتی تھی۔ وہ اُسی کے متعلق سوچتی ہوئی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں پہنچی۔ اُس کے وینٹی بیگ میں ایک ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ اِس سے پہلے وہ شاید دو یا تین بار یہاں آئی تھی، کیونکہ یہاں ذی حیثیت آدمیوں کے سوا دوسروں کا گزر مشکل ہی تھا، لیکن وہ سوچ کر آئی تھی کہ آج ہی کلب کی مستقل ممبر بھی بن جائے گی۔

وہ منیجر کے کمرے میں داخل ہوئی، لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سوزی کو کچھ دیر بیٹھ کر اُس کا انتظار کرنا پڑا۔ منیجر کی آمد پر وہ کچھ مایوس سی ہو گئی۔ کیونکہ ممبر بننے کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ کم از کم دو پُرانے ممبروں سے شناسائی ضرور ہو۔

"مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔" سوزی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میں ابھی حال ہی میں ملایا سے یہاں آئی ہوں۔"

"دیکھیے... یہاں اجنبی بھی آتے ہیں۔ اکثر ایسے بھی آتے ہیں جو آج آئے، پھر برسوں کے بعد ہی اُن کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں، مگر وہ لوگ ان سہولتوں سے محروم رہتے ہیں جو مستقل ممبروں کو حاصل ہیں اور وہ سہولتیں کسی کی ضمانت کے بغیر دی ہی نہیں جا سکتیں، اسی لیے یہ ضروری ہے کہ ممبری کے فارم پر کم از کم دو پُرانے ممبروں کی سفارش ہو۔

یعنی وہ سفارش کرنے والے دراصل ضامن ہوتے ہیں۔"

"اگر میں نقد ضمانت ادا کر دوں تو..."

"اوہ یقیناً... یقیناً، جب آپ کی ممبری ختم ہو گی ضمانت واپس کر دی جائے گی۔"

"رقم بتایئے؟"

"صرف پانچ سو... دیکھیے یہ دراصل ضابطے کی کارروائیاں ہیں۔ ورنہ یہاں سبھی معزز لوگ ہیں۔ غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔"

سوزی اُس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سو سو کے پانچ نوٹ نکال چکی تھی۔ منیجر نے اُس کا شکریہ ادا کر کے پانچ سو کی رسید دی اور ممبری کا فارم بڑھاتا ہُوا بولا۔

"آپ یہاں کی زندگی کو دلچسپ پائیں گی۔ ملایا سے تشریف لائی ہیں آپ؟"

"جی ہاں مگر دیکھیے! میں یہاں کسی سے واقف نہیں ہُوں اور یہ میری عادت کے خلاف ہے کہ بغیر کسی تعارف کے خود سے جان پہچان پیدا کروں۔"

"اوہ... آپ اس کی فکر نہ کیجیے۔ میں یہاں کے بہترین ممبروں سے آپ کا تعارف کراؤں گا۔"

"شکریہ۔" سوزی نے کہا اور فارم کی خانہ پُری کرنے لگی پھر اپنے دستخط کیے۔ منیجر نے فارم لے کر ایک نظر ڈالی اور اُسے رجسٹر میں رکھ دیا۔

"مگر دیکھیے، میں اپنے گرد زیادہ بھیڑ نہیں پسند کرتی کسی ایک آدمی سے تعارف کرا دیجیے جو بہت دلچسپ ہو... میں صرف تفریح چاہتی ہُوں۔"

"اوہ... " منیجر ہونٹ سکوڑ کر کچھ سوچنے لگا، پھر پلکیں جھپکاتا ہُوا مسکرایا۔ "کیا آپ کسی بے وقوف آدمی سے ملنا پسند کریں گی؟"

سوزی کا دل دھڑکنے لگا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام تھا جس کا بیڑا اُس نے اُٹھایا تھا۔ بے وقوف آدمی کا نام سُنتے ہی اُس کے جسم میں ہلکی سی تھرتھری پیدا ہو گئی لیکن اُس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "میں نہیں سمجھی۔"

"ایک ایسا آدمی جس کی باتوں پر آپ ہنستی رہیں گی۔"

"اوہ، ضرور، ضرور... مگر کیا وہ بے وقوف ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔ ویسے بے وقوف ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ضرور ملایئے۔ اس سے پھر بعد کو تو دوسروں سے بھی جان پہچان ہو ہی جائے گی۔"

"چلیے! میرا خیال ہے کہ وہ آ ہی گیا ہوگا۔ آج کل نہ جانے کیوں روزانہ آ رہا ہے؟"

سوزی نے کچھ اور پوچھنا چاہا، لیکن خاموش ہی رہی۔ وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اُس کے ساتھ کوئی عورت بھی ہوتی ہے یا وہ تنہا ہوتا ہے... وہ ڈائننگ ہال میں آئے۔ منیجر نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔

"ابھی نہیں آیا، مگر میرا خیال ہے کہ ضرور آئے گا۔ آج کل ناغہ نہیں کرتا۔ آیئے اِدھر بیٹھیے۔"

وہ دونوں بیٹھ گئے اور منیجر نے مسکرا کر کہا۔ "میں پہلی بار ہر نئے ممبر کی دعوت ضرور کرتا ہُوں، یہ رہا مینو۔"

"اوہ، شکریہ... مگر میں کھانا تو کھا چکی ہُوں۔"

"پھر کیا پئیں گی آپ؟"

"میرا خیال ہے کہ کافی بہتر رہے گی۔ میں شراب بالکل نہیں استعمال کرتی۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے، مجھے بہت خوشی ہوئی۔"

اِس کے بعد وہ ملایا کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ممکن ہے سوزی کبھی ملایا میں بھی رہی ہو۔ ورنہ وہ اتنی صفائی سے اپنے متعلق جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرتی۔ دفعتاً منیجر نے کہا۔ "وہ آ گیا۔"

سوزی کی نظر صدر دروازے کی طرف اُٹھی۔ ایک خوش رو نوجوان اندر داخل ہُوا تھا، لیکن المختصر سے بیان کے مطابق اُس کے لباس میں کسی قسم کی بدوضعی نظر نہیں آئی۔ وہ نیلے سُوٹ اور بے داغ سفید قمیص اور ایک سادہ ٹائی میں بڑا دلکش لگ رہا تھا۔ دروازے کے قریب کھڑے ہُوئے ویٹر نے اُسے ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا۔ اُس نے بھی ہاتھ ہی اُٹھا کر جواب دیا اور پھر اس گرم جوشی سے مصافحہ کرنے لگا جیسے بہت دنوں بعد ملاقات ہُوئی ہو۔ لیکن پھر بوکھلائے ہُوئے انداز میں دوسری طرف مُڑ گیا۔ بالکل اسی طرح جیسے غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔ ویٹر سر کھجاتا ہُوا اور کن انکھیوں سے دوسروں کو دیکھتا ہُوا کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"دیکھا آپ نے۔" منیجر مسکرا کر بولا۔

"جی ہاں۔" سوزی نے آہستہ سے کہا اور مسکرائی۔ اُس کی نگاہ برابر اُس نوجوان کا تعاقب کر رہی تھی پھر اُس نے

ایک خالی میز کے قریب بیٹھتے دیکھا۔

"کیوں ہے نا دلچسپ؟" منیجر نے پوچھا۔

"ہاں، معلوم تو ہوتا ہے، کچھ نروس قسم کا آدمی ہے۔"

منیجر نے اس خیال پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ سوزی نے دیکھا کہ ہال کے دوسرے لوگ اُس آدمی کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں لیکن وہ اس انداز میں کچھ کھویا کھویا سا بیٹھا تھا، جیسے اپنے گرد و پیش کی خبر ہی نہ ہو۔

"پھر تعارف کرا دیا جائے اُس سے؟"

"ضرور، ضرور۔ یہ تو صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے۔"

منیجر پھر خاموش ہی رہا۔ وہ دونوں اُٹھ کر اُس کی میز کے قریب آئے۔ وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ سے ملیے۔" منیجر نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔ "آپ مسٹر علی عمران... اور آپ مس سوزی۔"

عمران نے منیجر ہی سے مصافحہ کر ڈالا، پھر سوزی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور سوزی اس بوکھلاہٹ پر بے اختیار مسکرا پڑی۔

"تشریف رکھیے... تشریف رکھیے۔" عمران نے گھبرائے ہُوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیٹھ گئے۔ منیجر نے اُسے بتایا کہ سوزی اسی سال میں ہی ملایا سے آئی ہے۔

"اوہو، ملایا۔ کیا کہنے ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مجھے وہاں برف گرنے کا منظر بہت حسین معلوم ہوتا تھا۔"

"برف!" سوزی نے حیرت سے کہا۔ "وہ تو خطِ استوا سے قریب ہے۔ وہاں برف کب گرتی ہے۔"

"ارے... لاحول... مجھے ہمالیہ کا خیال تھا۔ ملایا میں کہاں گیا۔"

"ضرور جایئے، اگر کبھی موقع ملے۔ وہاں کے مناظر آپ بہت پسند کریں گے۔"

"ضرور... ضرور۔"

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔ سوزی سوچ رہی تھی کہ اب کیا کہے اور عمران بار بار کن انکھیوں سے منیجر کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج یہ نئی بات کیوں؟ اس سے پہلے کبھی منیجر نے کسی لڑکی سے عمران کا تعارف نہیں کرایا تھا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا۔ اُس نے جلدی سے کہا۔ "مس سوزی ... کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف چاہتی تھیں۔"

"اوہا..." عمران بھدے پن سے ہنسنے لگا، پھر بولا۔ "کیا میں واقعی دلچسپ ہُوں؟"

"اتنی جلدی کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔" سوزی مسکرائی۔ "یہ اقدام تو انھوں نے اپنے تجربے کی بنا پر کیا تھا۔"

"جی ہاں... ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا اور پھر ہونٹ پر ہونٹ جما کر بیٹھ گیا۔ منیجر انھیں وہیں چھوڑ کر جا چکا تھا... اور سوزی سچ مچ بور ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران کچھ ایسے انداز میں خاموش بیٹھا ہُوا تھا جیسے اُس نے اپنے کسی عزیز کی موت کی خبر سُنی ہو۔

"آپ تو خیر دلچسپ ثابت ہو رہے ہیں جناب۔" سوزی اکتائی۔

"ارے ہاں وہ... میں دراصل بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا بھول گئے تھے؟"

"یہی کہ ہم دونوں پہلی بار ملے ہیں بات دراصل یہ ہے مس سُوجی۔"

"سُوجی نہیں... سوزی!"

"اوہ معاف کیجیے گا، مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے۔"

"کوئی بات نہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے۔ میں آپ کا شہر دیکھنا چاہتی ہُوں۔"

"ضرور دیکھیے، بہت اچھا شہر ہے۔ آپ کبھی اُونٹ پر بیٹھی ہیں؟"

"اُونٹ پر؟" سوزی نے حیرت سے کہا اور اس مضحکہ خیز سوال پر ہنس پڑی۔

"جی ہاں، اُونٹ پر۔ آپ اُونٹ نہیں سمجھتیں؟ کیا ملایا میں نہیں ہوتے اُونٹ۔ اُونٹ ایک اُونچا جانور ہے اور جھُولا جھُولتا ہُوا چلتا ہے، مجھے تو بہت پسند ہے یہ جانور۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی کار میں اُونٹ جوت دُوں۔"

"مگر آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟"

"بس یونہی... میں ہر آدمی سے یہ سوال کرتا ہُوں۔ میرا خیال ہے کہ جو ایک بار بھی اُونٹ پر نہیں بیٹھا۔ اُس نے اپنی اتنی زندگی بیکار برباد کی ہے۔"

"کیوں؟"

"پتا نہیں... میں یہی محسوس کرتا ہُوں۔ بہتیری ایسی باتیں محسوس کرتا ہُوں، جنھیں سُن کر لوگ مجھے احمق سمجھتے

ہیں' لیکن اب میں کیا کروں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے' لیکن وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں محسوس ہوتا ہے۔"

"آپ واقعی دلچسپ ہیں۔" سوزی مسکرائی۔

"شکریہ۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"آپ کا مشغلہ کیا ہے؟"

"آثارِ قدیمہ کی کھدائی کرنا۔"

"اوہ..."

"جی ہاں! اب تک کئی نادرِ روزگار چیزیں زمین سے برآمد کر چکا ہوں۔ پچھلے دنوں اپنے باغ کی کھدائی کر رہا تھا کہ ایک چالیس ہزار سال پرانا حقہ برآمد ہوا، لیکن اب اس کے متعلق ایک لمبی بحث چھڑ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ حقہ ہے لیکن دوسرے ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ حقہ نہیں... بلکہ اسپرے مشین ہے۔"

"بھلا حقہ اور اسپرے مشین میں کیا علاقہ...؟"

"کوئی نہیں، مگر مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرغیوں کا ڈربہ بھی نکل آیا ہے، جو آدھا رنگین ہے اور آدھا سادہ... ماہرین کا خیال ہے کہ اس ڈربے پر اسپرے مشین سے رنگ کیا جا رہا تھا کہ ٹھیک اسی وقت طوفانِ نوح آ گیا اس لیے رنگائی پوری نہیں ہو سکی۔"

"کمال ہے... بھلا یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ طوفانِ نوح کے وقت کی چیزیں ہیں؟"

"ہرگز معلوم نہ ہو سکتا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ ڈربے سے دو چار مچھلیوں کے کانٹے نکل آئے۔ میں کیا بتاؤں؟ پہلے مجھے دھیان نہیں آیا تھا، ورنہ وہ کانٹے چپ چاپ کھسکا دیتا اور میری تھیوری بے چون و چرا تسلیم کر لی جاتی۔ اب میں اُسے حقہ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔ میری بہت بڑی شکست ہوئی ہے۔ کاش میں جلد ہی کوئی دوسری چیز برآمد کر کے اس شرمندگی کو مٹا سکتا۔" عمران یہ سب کچھ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور سوزی اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ "خیر مس چوزی دیکھا جائے گا۔" عمران نے انگڑائی لی۔

"سوزی پلیز! آپ بار بار میرا نام بھول جاتے ہیں۔"

"اوہ معاف کیجیے گا۔" عمران نے اپنا کان اینٹھ کر داہنے گال پر زور سے تھپڑ مارا اور قرب و جوار کے لوگ چونک کر ہنسنے لگے اور عمران اس طرح چونکا جیسے وہ کسی اور بات پر ہنسے ہوں۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا، پھر جھک کر آہستہ سے پوچھا: "کیا ہوا؟"

سوزی کی سمجھ میں نہیں آ سکا کہ وہ کیا جواب دے... ویسے وہ بُری طرح جھینپ رہی تھی۔ کیونکہ اب لوگ اُسے بھی گھورنے لگے تھے۔

"آپ نے اپنے گال پر تھپڑ... م... مارا تھا۔" سوزی ہکلاتی ہوئی بولی۔

"ان گدھوں کے مُنہ پر تو نہیں مارا تھا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آخر یہ ہنستے کیوں ہیں؟"

اس پر سوزی کو بھی ہنسی آ گئی۔

"اچھا... آپ بھی ہنس رہی ہیں... خیر... خیر... کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب لوگ تم پر ہنسنے لگیں تو تم سمجھ لو کہ تم ان سب کو نیچا دکھا سکتے ہو۔"

سوزی اس دوران میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ اس آدمی سے ملنے کا مقصد کیا تھا۔

"کنفیوشس کو پڑھا ہے آپ نے؟"

"کیا کنفیوشس کوئی کتاب ہے؟" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "آپ مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہیں، جس کی اجازت میں ہرگز نہیں دے سکتا۔"

"اوہ... آپ تو خفا ہو گئے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔"

"کیا مطلب تھا آپ کا؟"

"کچھ نہیں! آپ تو پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

"اوہ، تو آپ مجھے پاگل کتا بھی سمجھتی ہیں، کیوں؟"

"ارے کمال کرتے ہیں آپ۔"

"کیا کمال کرتا ہوں؟ کمال کرتی ہیں آپ... مجھے پاگل، بد دماغ... بے وقوف اور نہ جانے کیا کیا سمجھ لیا ہے آپ نے؟ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ منیجر کا بچہ... مجھے پریشان کرنا چاہتا ہے۔ میں اُس سے سمجھ لوں گا۔"

عمران اپنی جگہ سے اُٹھا اور سوزی کے احتجاج کی پروا کیے بغیر ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

سوزی خاموش بیٹھی رہی اور اب اُسے یاد آیا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔ وہ سوچنے لگی۔ یہ تو سو فی صد کریک معلوم ہوتا ہے، پھر شاید الفتھرے کی بیوی بھی پاگل ہی ہے جو الفتھرے جیسے ذہین، طاقتور اور غیر معمولی قوتِ برداشت رکھنے والے آدمی کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔ کچھ دیر

بعد وہ اُٹھی اور کلب سے باہر نکل کر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے الفتھرے کے نمبر ڈائل کیے اور ماؤتھ پیس میں بولی۔

"مسٹر الفتھرے، پلیز... سوزی اسپیکنگ۔"

"ہیلو بے بی... کیا بات ہے؟"

"اُس کا نام عمران ہی ہے نا۔"

"ہاں... آں ٹھیک یہی نام ہے بے بی۔"

"میں اُس سے اس وقت ملی ہوں، وہ تو پاگل ہے۔ سو فی صد پاگل..."

"ہاں، مجھے بھی یہی معلوم ہوا تھا۔"

"پھر معاف کیجیے گا، شاید مسز الفتھرے بھی اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے، مگر میں اُسے کھونا نہیں چاہتا بے بی۔"

"اوہ... آپ مطمئن رہیے، میں اُس سے سمجھ لوں گی۔"

"بس تمہیں، تمہیں اتنا ہی کرنا ہے، مگر نہیں، ابھی تم اس سے ملتی رہو۔"

"بہت بہتر۔" سوزی نے ریسیور رکھ دیا اور بوتھ سے باہر نکل آئی۔

تیسری شام بھی جب سوزی آ ٹکرائی تو عمران کو اُس کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا پڑا۔ اُس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید عمران پر تھوکنا بھی پسند نہ کرتی کیونکہ وہ پچھلے دو دنوں سے برابر حماقت کی بجائے چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ حماقت تو تفریح کا سامان پیدا کرتی ہے، مگر چڑچڑاہٹ برداشت کرنا شاید کسی کے بس کا روگ نہ تھا، پھر وہ کس ٹائپ کی لڑکی تھی کہ عمران کی... چڑچڑاہٹوں سے دوچار ہونے کے باوجود بھی اُس کا پیچھا چھوڑتی نظر نہیں آتی تھی۔

عمران نے سب سے پہلے منیجر سے اُس کے متعلق پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکا کہ وہ ایک نئی ممبر تھی اور اُس نے کلب کے کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مصلحتاً عمران نے اُس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کی۔ بہر حال، وہ لڑکی اس وقت بھی اُس کے سر پر مسلط تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس طرح مل بیٹھنے کی غرض و غایت کیا ہو سکتی ہے؟

"آپ آج بہت خاموش ہیں۔" لڑکی نے چھیڑا۔

"پتا نہیں، مجھے تو نہیں محسوس ہوتا کہ میں خاموش ہوں..."

عمران کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔ چند لمحے وہ خاموش رہا، پھر بولا۔ "آپ ملایا کب واپس جائیں گی؟"

"کیوں؟"

"بس یونہی، میرا خیال ہے کہ اب آپ کو واپس چلا جانا چاہیے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"میں بہت پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھ سے وجہ نہ پوچھا کیجیے۔ وجہ جب میری ہی سمجھ میں نہیں آتی تو آپ کو کیا بتاؤں؟"

"خیر چھوڑیے۔ آج میں آپ کو اپنے گھر لے چلنا چاہتی ہوں۔" سوزی نے کہا۔

"گھر اپنا ہو یا دوسرے کا، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"پھر کیا آپ کی راتیں آسمان کے نیچے گزرتی ہیں؟"

"نہیں! آسمان پر گزرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ کنفیوشس نے کہا تھا۔"

"ضرور کہا ہو گا۔" لڑکی جلدی سے بولی۔ "اُٹھیے چلیے میرے ساتھ..."

"آپ کے گھر پر اور کون ہے؟"

"کوئی بھی نہیں، میں تنہا رہتی ہوں۔"

"ارے باپ رے۔" عمران نے اُردو میں کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"آج نہیں... کل۔" عمران نے کہا۔

"آج کیوں نہیں...؟" سوزی نے کہا۔

"آج میری بکری بچہ دینے والی ہے۔"

"اوہ... کیا یہ گندا شوق بھی رکھتے ہیں آپ؟"

"یہ گندا شوق ہے؟" عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"یقیناً۔" لڑکی مسکرائی۔

"بس اب براہِ کرم مجھے زیادہ غصہ نہ دلائیے۔"

"آپ عجیب ہیں۔"

"آپ خود عجیب ہیں۔ بلکہ عجیب ترین..."

ٹھیک اسی وقت جولیانا فٹز واٹر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی عمران کی طرف چلی آئی، لیکن میز کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھکی۔ کیونکہ عمران کے ساتھ کسی تفریح گاہ میں کسی لڑکی کا ہونا اُس کے لیے بالکل نئی بات تھی اور پھر

لڑکی بھی سفید فام...

"اوہو... کیا میں مخل ہو رہی ہوں مسٹر عمران؟" اُس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"نہیں تو ویسے یہ" عمران نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے دماغ میں خلل ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

سوزی گڑبڑا گئی۔ اس نے احتجاج کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ جولیا بول پڑی "وہ تو ظاہر ہی ہے' اسے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بہر حال میں تمھاری اجازت کے بغیر یہاں بیٹھ رہی ہوں۔"

سوزی جولیا کو دیکھنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا مسز الفھرے یہی ہے؟ جولیا فٹز واٹر بہت دل کش عورت تھی۔ سوزی اُس کا نام یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی، لیکن نام یاد نہ آیا۔ ویسے اُسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ مسز الفھرے یہی ہے۔ عمران خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کی تعریف؟" جولیا نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اوہ... مجھے سوزی کہتے ہیں۔" وہ جلدی سے بول پڑی۔ "ابھی حال میں ہی ملایا سے آئی ہوں اور تین دن ہوئے آپ کے کلب کی ممبر بنی تھی۔ مسٹر عمران کلب کے دلچسپ ترین آدمی ہیں۔"

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتی ہوئی بولی "میں جولیا نا فٹز واٹر ہوں۔ مسٹر عمران واقعی بہت دلچسپ آدمی ہیں۔"

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب دو عورتیں بیک وقت تمھیں دلچسپ سمجھنے لگیں تو کسی بوڑھی عورت کو تلاش کرو۔ جو ان کے بیان کی تصدیق کر سکے۔"

سوزی ہنسنے لگی، پھر جولیا سے بولی "یہ کنفیوشس کے اسپیشلسٹ ہیں۔"

"یہ کس چیز کے اسپیشلسٹ نہیں ہیں؟" جولیا نے سوال کیا۔

سوزی پھر ہنسنے لگی، لیکن عمران قطعی بے تعلقانہ انداز میں بیٹھا رہا۔ جولیا نا اُسے چھیڑ چھیڑ کر بولنے پر اُکساتی رہی۔ اس سے سوزی نے اُسے مسز الفھرے سمجھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ عمران کو اُس کی پروا بھی نہیں ہے۔ خود وہی اُس کے پیچھے لگی ہے۔ ان تین دنوں میں سوزی نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ ایک ہونے کے باوجود بھی وہ جنس مقابل کے لیے خود میں کافی کشش رکھتا ہے۔ سوزی اب اٹھ جانا چاہتی تھی...

نہ جانے وہ کیوں الفھرے کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ عمران شاید مسز الفھرے کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔ وہ خود ہی اُس کے پیچھے دم ہلاتی پھرتی ہے۔

"اچھا... اب اجازت دیجیے۔" وہ اُٹھتی ہوئی بولی۔

"بیٹھیے نا۔" جولیا نے کہا۔ "اگر آپ میری وجہ سے اُٹھ رہی ہوں تو..."

"ارے نہیں، قطعی نہیں۔" سوزی مسکرائی۔ "مجھے دراصل آٹھ بجے ایک جگہ پہنچنا ہے۔"

"ضرور ضرور۔" عمران نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔

نہ جانے کیوں سوزی کو عمران کی اس حرکت پر بڑا غصہ آیا، لیکن وہ زبردستی مسکراتی رہی۔ کچھ دیر بعد اُس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے الفھرے کو فون کیا۔

"یس بے بی۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں اس وقت اُن دونوں کے پاس سے اُٹھ کر... آ رہی ہوں۔"

"اوہ... کیا...؟"

"جی ہاں، آج مسز الفھرے سے بھی ملاقات ہو گئی۔ وہ واقعی بہت حسین ہیں۔ اُن کا نام جولیانا ہی ہے نا؟"

"کیا...؟ اوہو، ہاں، جولیانا۔" دوسری طرف سے تھوڑے وقفے کے ساتھ کہا گیا۔ "ہاں تو تم نے اُسے دیکھ لیا بے بی؟"

"ہاں، دیکھ لیا، مگر مسٹر الفھرے! وہ عمران اِس سلسلے میں بالکل بے قصور معلوم ہوتا ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ اُن سے بھاگنا چاہتا ہے لیکن وہ شاید خود ہی اُس پر بُری طرح مرمٹی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔ بہر حال، اس واقعے کو الفھرے کی بدنصیبی ہی کہیں گے۔"

"اور سُنیے! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام نہیں لگاتیں۔"

"ہائیں... یہ میرے لیے بالکل نئی اطلاع ہے۔" دوسری طرف سے تحیّر زدہ سی آواز آئی۔

"جی ہاں، انھوں نے خود ہی کہا تھا کہ وہ جولیانا فٹز واٹر ہیں۔" سوزی نے کہا۔

"بے بی! یہ بڑی زیادتی ہے۔ اب تم خود ہی انصاف کرو۔ کیا کوئی شادی شدہ عورت، شوہر کی بجائے باپ کا نام استعمال کر سکتی ہے؟"

"تو فٹز واٹر اُن کے باپ کا نام ہے۔"

"ہاں، مگر اب یہ عورت خواہ مخواہ مجھے غصہ دلا رہی ہے۔" الفھرے کی غصیلی آواز آئی۔

"آپ کا غصہ فضول ہے مسٹر الفھرے! عمران نے اُن پر ڈورے نہ ڈالے ہوں گے۔ وہ اِس قسم کا آدمی معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لیے تیار ہوں کہ اُسے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"خیر یہ غلطی ہے تمھاری۔ وہ دوسرے قسم کے مردوں میں سے ہے۔ یہ لوگ خواہ مخواہ عورتوں سے بے پروائی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کے کتے ہوتے ہیں۔ اُن کی بے رُخی تو دراصل عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔"

"ممکن ہے آپ درست کہہ رہے ہوں۔ ہاں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔"

"بس یہ سمجھ لو کہ سارا قصور اسی کا ہے۔ ہاں، یہ بتاؤ کیا وہ تمھارے ساتھ آنے پر آمادہ ہے؟"

"میں اُسے آمادہ کر لوں گی۔ شاید کل شام کو وہ میرے ساتھ باہر نکل سکے۔"

"اچھی بات ہے۔ کل دس بجے تک تمھیں مقام کے متعلق اطلاع دے دی جائے گی۔"

"مگر آپ کریں گے کیا؟"

"بس تم دیکھنا میری حکمتِ عملی۔ ویسے تم مطمئن رہو... کوئی غیر قانونی حرکت ہرگز نہ ہونے پائے گی۔"

"مجھے اطمینان ہے مسٹر الفھرے! آپ بہت اُونچے آدمی ہیں۔"

"شکریہ بے بی! مگر افسوس... کاش میری بیوی نے کبھی مجھے اِس نقطۂ نظر سے دیکھا ہوتا۔"

"آپ کے کہنے کا مطلب یہ کہ میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں۔"

"اسی لیے میں بھی تمھاری بہت عزت کرتا ہوں۔ اچھا بے بی... اور کچھ نہیں؟"

"جی نہیں۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

□

آج سردی کم تھی اور پچھلی رات کا شفاف چاند سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بار بار اُلجھ رہا تھا۔ کلاک نے بارہ بجائے اور وزارتِ خارجہ کا اسسٹنٹ سیکرٹری کرنل نادر ٹہلتے ٹہلتے رُک گیا۔ مغربی سمت کی کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا، جس سے دُور تک پھیلا ہوا میدان دکھائی دیتا تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور دوسرا پٹ بھی کھولتا ہوا سلاخوں پر جھک گیا۔ حدِ نظر تک چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ پھر اُس نے بڑی بے چینی سے کلاک کی طرف دیکھا۔ بارہ بج کر دو منٹ ہوئے تھے۔ اب اُس نے اس طرح کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی جیسے دیوار سے لگے ہوئے کلاک نے اُسے دھوکا دیا ہو۔ باہر ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور وہ چونک پڑا۔ کچھ دُور خود رَو پھولوں کی جھاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انھیں گھورنے لگا، پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اُس کے انداز میں بڑی بے چینی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر اُس نے آہستہ سے کہا "سلوانا"۔

اُسے اپنی سرگوشی دُور تک پھیلتی محسوس ہوئی۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا کیونکہ اُسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تھوڑی دُور تک جھاڑیاں متحرک نظر آ رہی تھیں۔ وہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچا۔ "سلوانا۔" اُس نے پھر آہستہ سے پکارا... اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس بار اُسے جھاڑیوں میں ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ وہ جھپٹا، ہاتھ غائب تھا۔ وہ ہنستا ہوا جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔

لیکن اچانک اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اُس کی گردن میں پھندا سا پڑ گیا ہو۔ ایک جھٹکے کے ساتھ رُک کر اُس نے اپنی گردن ٹٹولنی چاہی، لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک مضبوط ہاتھ اُس کے منہ پر پڑا۔ ساتھ ہی اُس کے ہاتھ بھی کسی کی گرفت میں آ گئے۔ اُس نے تڑپ کر اس جال سے نکلنا چاہا، مگر ممکن نہ ہوا۔ منہ پر ہاتھ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اُس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ ایسی صورت میں حلق سے آواز کیا نکلتی۔

وہ زمین پر گرا دیا گیا، لیکن بے حس و حرکت... شاید بیک وقت کئی آدمیوں نے اُسے دبا رکھا تھا، پھر آہستہ آہستہ اُس کے کانوں میں گونجنے والی جھائیں جھائیں گہری ہوتی گئی۔ ایک بار آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپکا اور پھر گہری تاریکی چھا گئی۔ کانوں کی جھائیں جھائیں ذہن کے اندھیروں میں مدغم ہو گئی۔

کرنل نادر اچھے ہاتھ پیر اور بہتر صحت کا مالک تھا۔

لیکن پھر بھی جب وہ دوبارہ ہوش میں آیا تو نقاہت کی وجہ سے آنکھیں کھولنے میں بھی دُشواری محسوس کر رہا تھا لیکن پھر اس طرح اُچھل پڑا جیسے اچانک کوئی چیز چبھ گئی ہو وہ برہنہ تھا۔ جسم پر ایک تار بھی نہیں تھا۔ اُس نے چاروں طرف وحشت زدہ نظروں سے دیکھا اور دیوانوں کے سے انداز میں پورے کمرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ کمرے میں تنہا ہی تھا لیکن یہاں اُسے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے وہ اپنا جسم ڈھانپ سکتا۔

اُس کا سر بڑی شدت سے چکرا رہا تھا۔ دفعتًا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور تین آدمی اندر داخل ہوئے... وہ بے تحاشا بیٹھ کر ایک گوشے میں سمٹ گیا۔ آنے والے تینوں سفید فام آدمی پادریوں کی وضع قطع رکھتے تھے۔

"ارے، دیکھو! اس ننگے بے شرم کو!" ایک نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"چھی چھی" دوسرے نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کیا تمھیں شرم نہیں آتی؟" تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔ ڈپٹی سیکرٹری فوجی آدمی تھا، لیکن اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا اُس کے لیے بالکل نئی بات تھی اور وہ بُری طرح نروس ہو گیا تھا۔

"اسے کچھ اثر ہی نہیں ہوتا اس پر" ایک نے کہا۔

"بہرا ہے شاید" دوسرا بولا۔

"کیوں کیا تم بہرے ہو؟" تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔

"میرے کپڑے لاؤ... سُور کے بچو!" ڈپٹی سیکرٹری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ورنہ چن چن کر قتل کر ڈالوں گا۔ میرے کپڑے لاؤ... لاؤ جلدی نکلو یہاں سے... سُور کے بچو!"

"پاگل معلوم ہوتا ہے" تیسرے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر خوف زدہ آواز میں کہا۔ "بھاگو یہاں سے"

اور وہ سچ مچ بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

انھوں نے دروازہ بھی نہیں بند کیا۔ ڈپٹی سیکرٹری اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا کہ اُسے بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھا دے لیکن پھر وہ جھجک کر پیچھے ہٹ آیا۔ ایک لمبا سا آدمی دروازے میں کھڑا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ڈپٹی سیکرٹری کے کپڑے تھے۔ اُس نے انھیں اُس کی طرف اُچھالتے ہوئے کہا۔ "کپڑے پہن لو" اور پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔ ڈپٹی سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کپڑے پہنے اور پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ اب اُس کی آنکھیں غصے سے سُرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس وقت پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے گا۔ اُس نے اپنی پوری قوت سے لمبے آدمی پر حملہ کر دیا، لیکن اپنے ہی زور میں مُنہ کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ لمبے آدمی نے بڑی پھرتی سے وار خالی دیا تھا اور پھر اُسے اُٹھنے کی مہلت نہ مل سکی۔ لمبا آدمی اُس پر سوار ہو گیا۔

"تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو دوست!" اُس نے ڈپٹی سیکرٹری کی گردن دباتے ہوئے سفاکانہ انداز میں کہا اور پھر اُچھل کر ہٹ گیا۔ ڈپٹی سیکرٹری زمین سے اُٹھا تو لیکن چُپ چاپ کھڑا رہا۔

"تم اب بوڑھے ہو چلے ہو" لمبے آدمی نے کہا۔ "اس لیے اس قسم کی ورزشیں تمھارے اعصاب کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں"

"مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" ڈپٹی سیکرٹری غرایا۔

"ایک بہت ہی معمولی بات کے لیے جو ذاتی طور پر تمھارے لیے ذرہ برابر بھی نقصان دہ نہیں ہو سکتی۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ ریڈ اسکوائر کا غذات کہاں رکھے گئے ہیں؟"

"اوہ...!" ڈپٹی سیکرٹری اُسے گھورنے لگا۔

"میں یہ سننا پسند نہیں کروں گا کہ تم اُس سے لاعلم ہو" لمبے آدمی نے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میں اُن کے متعلق کچھ نہیں جانتا"

"تم اچھی طرح جانتے ہو"

ڈپٹی سیکرٹری کچھ نہ بولا۔ لمبے آدمی نے مسکرا کر کہا۔ "اگر تم نہیں بتاؤ گے تو کپڑے پھر اُتار لیے جائیں گے اور ایک مجمع ہو گا تمھارے گرد"

"میں ایک آدھ کو جان سے مار دوں گا" ڈپٹی سیکرٹری غرایا۔ "میں بوڑھا ضرور ہو چلا ہوں لیکن قوت ہے میرے جسم میں"

"تم احمقوں کی سی گفتگو کر رہے ہو۔ تمھیں پچھتانا پڑے گا"

ڈپٹی سیکرٹری خاموشی سے اُسے گھورتا رہا۔

"تم کسی پاگل کتے کی طرح بھونکنے لگے ہو" لمبا آدمی بولا۔ "تم ہم سے اور ہمارے طریقِ کار سے ناواقف ہو۔ ہم تم پر تشدد نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود بھی تم اُگل دو گے"

"جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو میں بتاؤں گا کیا؟"

"دیکھو دوست! پھر سوچ لو۔ تمھارے کپڑے اُتار لیے جائیں گے"

"تمھاری مرضی" ڈپٹی سیکرٹری نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"میں تمھارے پورے خاندان کو اسی طرح یہاں اکٹھا کر سکتا ہوں۔ ذرا سوچو تو اگر وہ سب تمھاری ہی طرح برہنہ کر کے اسی کمرے میں تمھارے ساتھ بند کر دیے گئے تو...؟"

ڈپٹی سیکرٹری سر سے پیر تک لرز گیا۔ اُس کی کھال اُدھیڑ دی جاتی، تب بھی کاغذات کے متعلق کچھ نہ بتاتا، لیکن یہ حرکت، خدا کی پناہ۔ اس کے تصور ہی سے اُس کا دل بیٹھنے لگا۔

"نہیں" وہ اُس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتے"

"نمونہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو" لمبا آدمی بیدردی سے ہنسا۔ "میرے لیے یہ ناممکن نہ ہو گا"

"وہ کاغذات اسٹیٹ بینک کی سیف کسٹڈی میں ہیں"

"تم سمجھ دار آدمی ہو" لمبے آدمی نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن تمھیں اس وقت تک یہاں رہنا پڑے گا، جب تک کہ کاغذات ہمارے قبضے میں نہ آ جائیں"

"تم کون ہو؟" ڈپٹی سیکرٹری نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

"الفانسے!" لمبے آدمی نے آہستہ سے کہا اور اُس کے پتلے پتلے ہونٹ پھیل گئے۔ طوطے کی طرح جھکی ہوئی ناک کچھ اور زیادہ خم دار معلوم ہونے لگی۔

⧉

فون کی گھنٹی دیر سے بج رہی تھی۔ چونکہ یہ عمران کا وہ فون تھا جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں بھی پائے جا سکتے تھے۔ اس لیے اُس نے کوئی پروا نہ کی اور گھنٹی بجتی رہی۔

عمران کا خیال تھا کہ یہ وہی لڑکی ہو گی جو اُسے اکثر فون پر بور کرتی رہتی تھی۔ اس لیے اُس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا، لیکن جب گھنٹی کسی طرح بند ہونے کو نہیں آئی تو اُس نے جھلا کر ریسیور اُٹھا لیا اور چنگھاڑتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ "ہیلو"

"کیا عبدالجبار صاحب موجود ہیں؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران کا مُنہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ غالبًا کسی نے غلط نمبر ڈائل کیے تھے۔

"ہیلو" دوسری طرف سے پھر آواز آئی۔ "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا عبدالجبار صاحب گھر پر موجود ہیں؟"

"موجود ہیں" عمران نے جواب دیا۔

"ذرا فون پر بلا دیجیے"

"میں عبدالجبار ہی بول رہا ہوں"

"آخاہ، جبار بھائی... سلام علیکم، پہچانا آپ نے" دوسری طرف سے بولنے والے نے لہک کر کہا۔

"پہچان لیا"

"اچھا... ہی ہی ہی۔ کہیے بھائی صاحب میرا کام ہوا یا نہیں؟"

"ہو گیا"

"نہیں آپ مذاق کر رہے ہیں۔ ہی ہی ہی"

"ہی ہی ہی ہی" عمران نے بھی اُس کی نقل کی اور چند سیکنڈ تک دونوں میں ہی ہی کا تبادلہ ہوتا رہا۔

"جبار بھائی! مطلب یہ ہے کہ آپ کو یقین ہے نا کہ کام ہو گیا ہے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں مجھے یقین ہے کہ کام ہو گیا ہے اور تم گدھے ہو"

"جی...!"

"تم گدھے ہو"

"یعنی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یو آر اے ڈنکی۔ یہ تو ہوا انگریزی میں... یعنی اب اور جس زبان میں کہو یعنی کر دوں"

"آپ نے شاید مجھے نہیں پہچانا۔ میں نواب کرامت علی بول رہا ہوں"

"تم ملکہ وکٹوریہ کے بھتیجے سہی لیکن ہو گدھے"

"اے جبار! تم ہوش میں ہو یا نہیں؟"

"میں بالکل ہوش میں ہوں نواب کرامت علی! تم ایک بار پھر گدھے ہو"

"شٹ اپ یو ڈرٹی سوائن"

"میں ڈرٹی سوائن ہی سہی، کواب نرامت... اوہ... نواب کرامت علی مگر تم گدھے ہو"

"میں تمھیں دیکھ لوں گا سُور کے بچے" دوسری طرف سے دہاڑنے کی آواز آئی۔

"میں سُور کا بچہ ہی سہی لیکن تم سو فی صد گدھے ہو"

اچھا، اچھا" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران ریسیور رکھ کر میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ پھر

گھنٹی بجی۔
"اب کون ہے بھئی؟" عمران ریسیور اٹھا کر دہاڑا۔
"میں جولیانا فنٹز واٹر بول رہی ہوں اور تم شاید عمران ہو، لیکن اس طرح حلق کیوں پھاڑتے ہو۔ اگر لائن خراب ہو گئی تو..."
"تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے؟"
"میرے پاس تمھارے لیے ایک سنسنی خیز خبر ہے۔"
"کیا میرے ڈیڈی نے مسکرانا سیکھ لیا؟"
"شش... وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر پُر اسرار طور پر غائب ہو گئے۔"
"بڑا اچھا ہوا۔ اُن کا پیچھا ٹیلی فون سے چھوٹ گیا۔ اب وہ دُنیا میں کوئی ڈھنگ کا کام کر سکیں گے۔ میری طرف سے اُن کے گھر والوں کو مبارک باد دو۔"
"ریڈ اسکوائر کا غذات اُنھی کی تحویل میں تھے۔" جولیا نے اُس کی بکواس کی پروا کیے بغیر کہا۔
"اوہو... تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ لاپتا ہو گئے ہیں؟"
"گھر والوں کا بیان ہے کہ وہ اطلاع دیے بغیر کہیں نہیں جاتے تھے۔"
"ممکن ہے، اس بار بغیر اطلاع ہی کے چلے گئے ہوں۔"
"یہ ناممکن ہے... آج صبح اُن کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا [تھا]، جو کھیتوں کی طرف کھلتا ہے اور وہ ابھی تک غائب ہیں۔ اُن کے سلیپر اور سونے کا لباس خواب گاہ میں نہیں ہے۔"
"ریڈ اسکوائر کا غذات کہاں ہیں؟"
"اس کا علم سر سلطان اور کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے۔"
"ہمپ... تو تم مجھے کیوں بور کر رہی ہو؟"
"[illegible]ت کی مصیبت تو تمھاری ہی لائی ہوئی ہے۔"
"وہ مصیبت تو میں نے اپنے لیے مول لی تھی... تم سے کس نے کہا تھا کہ تم تھریسیا کا بیگ لے بھاگو؟"
"اس قصّے کو ختم کرو۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"
"میرے پاس برباد کرنے کے لیے وقت نہیں ہے... میں اب اس چکر میں نہیں پڑوں گا۔"
"تمھیں وقت نکالنا پڑے گا، ورنہ تمھاری زندگی تلخ کر دی جائے گی۔"
"دیکھا جائے گا۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے سر سلطان کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ گھر پر وہ نہ مل سکے۔ لہٰذا اُس نے آفس کے نمبر ڈائل کیے، لیکن وہاں بھی اُن سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ یہ چیز عمران کے لیے تشویش کُن تھی۔ آفس میں معلوم ہوا کہ وہ ابھی آفس پہنچے ہی نہیں اور گھر سے معلوم ہوا تھا کہ وہ دو گھنٹے قبل آفس جا چکے ہیں... درمیان میں کہیں رُکنا کم از کم آفس کے اوقات میں سر سلطان کے لیے ناممکن ہی تھا، کیونکہ وہ ایک بااصول آدمی تھے۔
عمران نے سوچا کہ کا غذات کے متعلق سر سلطان... کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں تھا۔ لہٰذا اگر ڈپٹی سیکرٹری اسی سلسلے میں غائب ہوا ہے تو سر سلطان بھی محفوظ نہیں [رہ] سکتے۔ اُس نے دس منٹ کے اندر ہی اندر فلیٹ چھوڑ د[یا]۔ سب سے پہلے وہ سر سلطان کے گھر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ سر سلطان کو اُن کا ڈرائیور لے گیا تھا۔ وہ خود کار ڈرائیو نہیں کرتے تھے۔ ڈرائیور بھی کوئی نیا آدمی نہیں تھا، بلکہ سر سلطان کے ہاں اُس کی ملازمت کو تقریباً بیس سال گزر چکے تھے۔
مگر ایک نئی بات بھی معلوم ہوئی، سر سلطان آفس جانے سے قبل کسی سے دیر تک فون پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ گفتگو سُنی نہیں گئی تھی، لیکن اُن کے بھتیجے نے بتایا کہ وہ اس لمبی گفتگو کے بعد کچھ متفکر سے نظر آنے لگے تھے۔
"کیا انھوں نے اس کے بعد گھر والوں سے کوئی گفتگو کی تھی؟" عمران نے پوچھا۔
"نہیں۔" جواب ملا۔
"پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفس ہی گئے تھے؟"
"کیونکہ اُن کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا۔ وہ رو[زانہ] اسی وقت آفس کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔"
"انھوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ آفس جانے سے پہلے کہاں جائیں گے؟"
"نہیں۔"
"کچھ اندازہ ہے آپ کو کہ وہ فون کس کا رہا ہو گا؟"
"یہ بتانا بہت مشکل ہے۔"
پھر عمران نے وہیں سے جولیانا فنٹز واٹر کو فون کیا۔ وہ دراصل ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کے گھر جانا چاہتا [تھا]۔ جولیانا نے شاید پہلے اُسے اسی لیے فون کیا تھا۔ لہٰذا [وہ] ... ہو گئی۔ اُس نے بتایا کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قر[یب] ہی ملے گی۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر سر سلطان کے کمپاؤنڈ سے نکل رہی تھی اور اُس کا ذہن شاید اسی رفتار سے سوچ رہا تھا جس رفتار سے اُس کی ٹو سیٹر سڑکیں ناپ رہی تھی۔
الفانسے اور تھریسیا لازمی طور پر یہیں ہیں... لہٰذا کا غذات کسی وقت بھی اُن کے ہاتھوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ اتنے دنوں کی خاموشی یقیناً کسی طوفان ہی کا پیش خیمہ تھی۔ ممکن ہے اب انھوں نے پھر کا غذات کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کر دی ہو اور پھر ابھی حال ہی میں تنویر پر حملہ بھی ہو چکا تھا اور فی الحال سیکرٹ سروس کے ممبران جن مجرموں کی نظر میں تھے، وہ تھریسیا کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔ ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قریب اُسے جولیانا فنٹز واٹر کی کار نظر آئی۔ اُس نے بھی اپنی ٹو سیٹر روک دی، لیکن نیچے نہیں اُترا۔ جولیانا نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور عمران کو بھی گاڑی کمپاؤنڈ میں لے چلنے کا اشارہ کیا۔
بحیثیت عمران وہ یہاں تنہا نہیں آ سکتا تھا، ورنہ اُسے علم تھا کہ کا غذات ڈپٹی سیکرٹری ہی کی تحویل میں تھے اور اسی لیے اُس نے بحیثیت ایکس ٹو، جولیا کو ہدایت کی تھی کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری پر نظر رکھے۔
جولیا آج ہی ایک بار پہلے بھی ڈپٹی سیکرٹری کے اس کمرے کا جائزہ لے چکی تھی، جہاں سے وہ غائب ہوئے تھے۔ وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئی۔ عمران کافی دیر تک کمرے کا جائزہ لیتا رہا، پھر اُس نے وہ دروازہ کھولا، جو میدان کی طرف تھا۔
"اِدھر سے تو اندر کے اکھاڑے کی پریاں بھی آ سکتی ہیں۔" عمران نے جولیا کو آنکھ مار کر کہا، پھر یک بیک چونک کر بولا۔
"ہائیں... تو کیا وہ کا غذات کرنل نادر نے گھر پر رکھے ہوں گے؟"
"میں انھیں اتنا احمق نہیں سمجھتی۔"
"پھر وہ کہاں رکھے ہوں گے؟"
"سر سلطان کے علاوہ شاید کسی کو بھی علم نہ ہو۔"
"ہا ہمپ... کیا تمھارے چیف ایکس ٹو کو بھی علم نہ ہو گا؟"
"پتا نہیں۔"
"اس سے پوچھو، ورنہ کا غذات ہاتھ سے گئے۔"
"آج کل ہمارا چیف آفیسر لاپتا ہے۔ اُسے کئی بار فون کر چکی ہوں، لیکن جواب نہیں ملتا۔"
عمران سوچنے لگا۔ وہ اُلّو کا پٹھا کیا بتائے گا؟ جب خود اُسے ہی علم نہیں ہے کہ کا غذات کہاں ہوں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ اُسے علم نہیں تھا۔ سر سلطان کی زبانی اُسے صرف اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ کا غذات کرنل نادر کی تحویل میں ہیں، لیکن شاید انھوں نے یہ بتانے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی کہ کرنل نادر نے انھیں کہاں رکھا ہے؟
"ان کے گھر والوں کا کیا خیال ہے؟"
"وہ بے چارے اتنے بدحواس ہیں کہ انھیں کوئی خیال ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔"
"کرنل نادر کے لیے یہ پہلا واقعہ ہے؟ یا پہلے بھی کبھی ایسا ہو چکا ہے؟"
"میں نے بھی گھر والوں سے یہی سوال کیا تھا، لیکن کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا۔ سارے گھر والے پریشان ہیں، لیکن کرنل نادر کی بیوی بڑے غصّے میں معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے مجھ سے بات تک نہیں کی۔"
"تمھیں وہ کس حیثیت سے جانتی ہے؟" عمران نے سوال کیا۔
"اوہ... میں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میرا تعلق محکمۂ سُراغ رسانی سے ہے۔"
"اور اُس کی بیوی نے یقین نہیں کیا۔"
"میں نہیں کہہ سکتی کہ اُسے یقین آیا تھا یا نہیں، لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"
"میں اُس کی بیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔"
جولیا نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد عمران، کرنل نادر کی بیوی سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور چڑچڑے مزاج کی عورت تھی۔
"میں نہیں سمجھ سکتی۔" وہ نتھنے پھلا کر بولی۔ "آخر اس معاملے میں محکمۂ سُراغ رسانی کیوں کود پڑا ہے؟ کہیں گئے ہوں گے، واپس آ جائیں گے۔"
"آپ کو اُن کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش نہیں ہے؟" عمران نے پوچھا۔
"میں کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"
"جواب نہ دے کر آپ نقصان میں رہیں گی۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "ہو سکتا ہے، کرنل کی زندگی خطرے میں ہو۔"

"کیا مطلب؟" عورت یک بیک چونک پڑی۔

"زندگی خطرے میں ہونا بجائے خود ایک بہت بڑا مطلب ہے۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کل کس وقت خواب گاہ میں گئے تھے؟"

عورت چند لمحے تشویش کُن نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔ "پتا نہیں کس وقت گئے تھے۔ یہ بتانا مشکل ہے۔"

"آپ نے آخری بار انھیں کس وقت دیکھا تھا؟"

"شاید نو بجے... وہ ڈائننگ روم سے اُٹھے تھے، پھر خواب گاہ کی طرف گئے ہوں گے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ رات بھر بستر پر نہیں لیٹے۔"

"نہ لیٹے ہوں گے۔" عورت نے کچھ اس انداز میں کہا، جیسے کہہ رہی ہو، جہنم میں جائیں۔

"آپ کرنل صاحب سے ناراض معلوم ہوتی ہیں...؟" عمران مسکرایا۔

"میں اب کسی بات کا جواب نہیں دوں گی۔" عورت نے کہا اور اُٹھ کر اسٹڈی سے چلی گئی۔

عمران لان پر نکل آیا۔ جولیا کا اندازہ صحیح تھا۔ گھر کے دوسرے افراد یقیناً بدحواس تھے، لیکن کرنل کی بیوی اس واقعہ سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

عمران نے فرداً فرداً ہر ایک سے سوالات کیے تھے، لیکن حاصل کی ہوئی معلومات تشفی بخش نہیں تھیں۔ آخر میں وہ ایک نوجوان ملازمہ سے جا ٹکرایا۔

"تم تو جانتی ہی ہوگی کہ کرنل صاحب کہاں گئے ہیں؟" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ سے بولا۔

"میں کیا جانوں؟" وہ چہکی۔

"بیگم صاحب کا خیال تو یہی ہے کہ کرنل صاحب تمھیں سب کچھ بتا دیتے ہیں۔"

"اے واہ، میرے مُنہ پر کہیں تو میں جوتی پہ مارتی ہوں ایسی نوکری کو..."

"اس موٹی پر مجھے بھی بڑا غصہ آیا تھا۔" عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ "خواہ مخواہ تم جیسی شریف لڑکی کو عیب لگاتی ہے۔ بھلا وہ کاہے کو بتائیں گے کہ صاحب بارہ بجے رات تک اس پرکٹی سے جاپانی زبان سیکھا کرتے تھے۔"

"اچھا!" عمران رازدارانہ لہجے میں سر ہلا کر بولا۔

"ہاں صاحب! اوپر کونے کے کمرے میں۔"

"کون ہے وہ پرکٹی؟"

"میم ہے... اب بیگم صاحبہ کا خیال ہے کہ اُسی کے ساتھ کہیں چل دیے ہوں گے۔"

"ضرور یہی بات ہوگی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا وہ میدان کی طرف کے دروازے سے آیا کرتی تھی؟"

"اور کیا؟ اُدھر سے ہی تو آتی ہوگی۔ ایک رات بیگم صاحبہ نے دیکھ لیا تھا۔ خوب گرجیں برسیں۔ صاحب نے کہا کہ وہ تو روز آتی ہے کیونکہ وہ اُس سے جاپانی سیکھتے ہیں۔ یہ زبان سیکھنے کے بعد اُن کی ترقی ہو جائے گی۔ عہدہ بڑھا کر انھیں جاپان بھیج دیا جائے گا۔"

"واہ بھئی! بڈھا بھی چالاک معلوم ہوتا ہے۔" عمران، پھر اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور وہ اِٹھلا کر بولی۔

"اب جانے دیجیے مجھے... مگر بیگم صاحبہ کو یہ نہ بتائیے گا۔"

"کبھی نہیں! میں اب اس موٹی خونخوار عورت سے بات نہیں کروں گا، مگر سُنو تو کیا وہ دن میں بھی آتی رہی ہے؟"

"نہیں، میں نے بھی اُسے دیکھا نہیں ہے۔ گھر میں ہلڑ ہوا تھا، میں نے بھی سُن لیا۔"

"ہلڑ کب ہوا تھا؟"

"تین چار دن ہوئے۔"

"اُس پرکٹی کا نام تو سُنا ہی ہوگا تم نے؟"

"نہیں، میں نام وام نہیں جانتی۔"

"اچھا جاؤ، خدا تمھیں کوئی سعادت مند دُولھا نصیب کرے۔"

"اے واہ! ہم سے مذاق نہ کرنا۔ بڑے آئے کہیں کے۔" وہ عمران کا مُنہ چڑا کر بھاگ گئی۔

عمران نے ایک بار پھر کرنل نادر کی بیوی سے رجوع کرنا چاہا لیکن اُس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ آخر عمران نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا۔

"مجھے بھی جاپانی زبان سے بہت دلچسپی ہے، لیکن کرنل صاحب جاپان نہیں بھیجے جا سکتے۔ البتہ وہ عورت انھیں جہنم میں ضرور پہنچا سکتی ہے۔"

یہ تحریر بیگم نادر کو بھیج دی گئی اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد اسٹڈی میں موجود تھی، لیکن اُس کی آنکھیں سُرخ تھیں

اور پلکیں کچھ متورم سی نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ روئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے محترمہ!" عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ "دُنیا کی کوئی طاقت اِسے برداشت نہیں کر سکتی۔"

"کام کی بات..." عورت ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اوہ... بہتر، میں اُس عورت کا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"نام مجھے نہیں معلوم۔"

"حلیہ بتا سکیں گی آپ؟"

"میں نے صرف ایک بار ایک جھلک دیکھی تھی۔ اس لیے حلیہ بھی نہ بتا سکوں گی۔"

"کیا وہ پچھلی رات بھی اُن کے کمرے میں تھی؟"

"مجھے علم نہیں۔"

"کیا آپ مجھے اُن کی خواب گاہ کی تلاشی لینے کی اجازت دیں گی؟"

"آخر محکمۂ سُراغ رسانی کو اُن کے کہیں غائب ہو جانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"

"یہ ایک بہت ہی خاص قسم کا معاملہ ہے، ورنہ ہمیں اُن کے غائب ہو جانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔"

دفعتاً جولیا ہانپتی ہوئی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔

"کیا بات ہے؟" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"چلو جلدی!"

"کیوں؟... کوئی خاص بات؟"

"سر سلطان مل گئے ہیں۔ اُن کی کار ایک ویران مقام پر ملی ہے۔ وہ خود بے ہوش ہیں اور ڈرائیور لاپتا ہے۔"

"اوہ..." عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے۔ "تم تو یہاں تھیں۔"

"ابھی ابھی جعفری نے فون پر کہا ہے۔ اُسے علم ہے کہ ہم یہاں ہیں۔"

"تو اب کہاں ہیں سر سلطان؟"

"اسپتال... سول اسپتال میں۔"

"خیر... انھیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں فی الحال کرنل کی خواب گاہ کی تلاشی لوں گا۔"

"یہ کیا قصہ ہے؟" بیگم نادر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "سر سلطان وہی نا... جو کرنل کے آفیسر ہیں۔"

"جی ہاں وہی... اتفاق سے وہ بھی اسی عورت سے جاپانی سیکھتے تھے۔"

بیگم نادر نے حیرت سے مُنہ کھولا اور پھر بند کر لیا۔ عمران کو کمرے کی تلاشی لینے کی اجازت مل گئی تھی۔ اُس نے ذرا سی دیر میں پورا کمرا اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیا۔ جولیا اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے۔

اُس کا خیال تھا کہ سر سلطان والی خبر عمران کے لیے بڑی سنسنی خیز ثابت ہوگی اور شاید وہ بوکھلاہٹ میں جوتے اُتار کر سول اسپتال کی سمت دوڑنا شروع کر دے گا۔ کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ عمران ایک بڑی سی کنجی ہاتھ میں لیے اُسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اُس پر ایک گندی سی گالی تحریر ہو۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور کنجی جیب میں ڈال لی۔ پھر وہ فون کی طرف بڑھا۔ کسی کے نمبر ڈائل کیے اور جب گفتگو شروع ہوئی تو جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ اسٹیٹ بینک کے آفیسر سے ہمکلام ہے۔ لیکن عمران نے خود کو محکمۂ سُراغ رسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا۔ جب وہ ریسیور رکھ کر جولیا کی طرف مُڑا تو اُس نے اُس کے ہونٹوں پر فاتحانہ انداز کی مسکراہٹ دیکھی۔

"کاغذات اسٹیٹ بینک کی سیف کسٹڈی میں ہیں۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ... تو کیا وہ کنجی..."

"وہ کنجی اسی سیف کی ہے جس میں کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "کسی اور نے بھی تیرہ نمبر کی تجوری کے متعلق ابھی ابھی بینک سے گفتگو کی تھی اور اُس نے خود کو محکمۂ سُراغ رسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا، لیکن بھلا محکمۂ سُراغ رسانی کو ان کاغذات کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ کیوں کیا خیال ہے؟"

"اوہ... تو پھر یہ سمجھا جائے کہ کرنل نادر اغوا کنندے کی قید میں ہیں اور کاغذات کے متعلق بتا چکے ہیں؟"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو یقین رکھو کہ سر سلطان بھی آسانی سے ہوش میں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ کاغذات کے متعلق اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا کرنل نادر کو ہے اور سُنو، آج رات کوئی نہ کوئی اس کنجی کو حاصل کرنے کے لیے عمارت میں ضرور گھسے گا۔"

"کیا تم نے اس کنجی کے لیے تلاشی لی تھی؟"

"نہیں بٹی کسی ایسی چیز کی تلاش میں تھا جس سے اس عورت پر روشنی پڑ سکے۔ تبھی تو اتفاقاً ہاتھ آگئی اور اپنی محنت برباد نہیں ہوئی۔"

"اور اس عورت کے متعلق کیا معلوم ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی جس سے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟"

"ایک بکری کا بچہ پال کر اسے جوان کرنے کی کوشش کروں گا۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کنجی میرے حوالے کر دو۔"

"تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں لے سکتے۔"

"تب تم اس عمارت سے بھی نہیں نکل سکو گے۔ میں کرنل کے گھر والوں سے کہہ دوں گی کہ محکمۂ سراغ رسانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"کہہ کر دیکھو، پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی وقت میں کرنل کی بیوی کو یہ اطلاع دوں گا کہ حساب پاک سکھانے والی عورت یہی ہے۔"

"وہ کیا بگاڑ سکے گی میرا؟"

"بس دیکھ لینا۔ جاؤ کہہ دو۔ اس سے میری طرف سے پوری اجازت ہے۔"

"بیکار بات نہ بڑھاؤ۔ کنجی تم نہیں لے جا سکتے۔"

"ہو سکتا دیر ہو جانے پر سر سلطان کبھی ہوش میں نہ آ سکیں۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تیزی سے قدم اٹھا رہی تھی... عمران اس سے پہلے ہی اپنی کار تک پہنچ گیا۔

◻

سر سلطان کو نو بجے رات تک ہوش نہیں آیا تھا، پھر عمران سول اسپتال سے چلا آیا۔ ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ ان کے جسم میں کوئی گہری خواب آور دوا پہنچائی گئی ہے جس کا اثر جلد زائل ہوتا ہوا نہیں معلوم ہوتا، لیکن خود ان کے علم میں کوئی ایسی خواب آور دوا نہیں تھی جس کا اثر اتنا دیرپا ثابت ہو سکتا ہو۔

عمران سول اسپتال سے کرنل نادر کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ آج رات اس کے بنگلے میں گھسنے کی کوشش ضرور کی جائے گی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی یقینی طور پر بنگلے کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ لیکن میدان ویران پڑا تھا۔ شاید عمارت کے کسی ... ہوں گے۔ کیونکہ اس نے جولیا پر اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا تھا ... میں آگ لگ گئی تھی۔ شور و غل سے ہی معلوم ہو رہا تھا ... آج رات کرنل نادر کے بنگلے پر کاغذات کے خواہش مند ... عمران کے ذہن نے اسے فوراً ہی معنی پہنا دیے اور وہ بھی ... کر سکتے ہیں۔ اس نے اپنی ٹو سیٹر بنگلے سے کافی فاصلے پر ... چھوڑ رہا ... دی تھی اور خود پیدل چلتا ہوا کرنل نادر کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچا، جو میدان کی طرف تھا۔

دفعتاً اسے خواب گاہ کے عقبی دروازے کے قریب ... سایہ نظر آیا، پھر وہ متحرک نظر آنے لگا۔ تاروں کی ...

میدان تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عمران خود رو جھاڑیوں میں ... میں وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دروازے میں چھپ گیا، پھر اسے خیال آیا ممکن ہے اس کا یہ اقدام ... تھوڑی دیر کے لیے جھکا رہا، پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے احمقانہ ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ماتحت آج یہاں ... اسے نکل گئی ہو۔ غالباً وہ دروازہ کھول کر اندر داخل موجود نہیں معلوم ہوتے حالانکہ جولیا کے انداز سے معلوم ... چکا تھا کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں برابر چلی آ رہی تھا کہ وہ اس سلسلے میں احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرے ... تھیں۔

عمران جھاڑیوں میں بیٹھا رہا۔ اس کے خیال کے مطابق ... عمران تھوڑے توقف کے ساتھ اٹھا اور سینے کے ... اتنی گہری نہیں ہو سکتی تھی کہ ایک وقفے کا امکان ہو ... رینگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازہ اندر ہونے بھی وہ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتی ... بند تھا۔ وہ بہت آہستگی سے اٹھا اور دیوار سے چپک ... وقت گزرتا رہا۔ تقریباً دس بجے عمران کو کچھ آہٹ ... ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک آدمی سنائی دیں اور وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا ... نکلا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے نہایت احتیاط سے ... لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس پر سوار تھا۔ اسے جھک جانا پڑا کیونکہ چار آدمی سینے کے بل زمین پر ... سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس کی گردن پر عمران کی گرفت ہوئے جھاڑیوں کے قریب سے گزر رہے تھے۔ دیکھتے ... ڈھیلی ہوتی گئی اور پھر وہ کسی وزنی تھیلے کی طرح زمین پر دیکھتے ان کا رُخ جھاڑیوں کی طرف ہو گیا اور وہ اندر ... ڈھیر ہو گیا۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر دانش منزل کی طرف چلے آئے۔ عمران نے سانس روکی اور ایک طرف ... جا رہی تھی اور اس کی اسٹپنی میں ایک بے ہوش آدمی چلا گیا ... پڑا تھا۔

چاروں جھاڑیوں میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران ان کی سرگوشیاں سنتا رہا۔ اس نے تھوڑی ہی دیر میں ان ... اسے ٹو سیٹر تک لے جانے میں عمران کو بڑی محنت کرنی پڑی تھی۔ اس کے لیے اسے آگ بجھانے والوں کی پہچان لیا۔ وہ اس کے ماتحت ہی تھے۔ کیپٹن جعفری، کیپٹن ... بھیڑ سے کترا کر نکلنا پڑا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تدبیر خاور، سارجنٹ ناشاد اور لیفٹیننٹ چوہان۔ ... کامیاب رہی تھی۔ عمارت کے اگلے حصے میں ایسی جگہ آگ لگا ...

پھر اس کی ریڈیم ڈائل کی گھڑی نے گیارہ بجائے ... کا اثر دور تک نہ ہو سکے، لوگوں کو الجھا لیا گیا تھا۔ اور وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا جھاڑیوں کے سرے پر ... اس آدمی کے کام میں خلل پڑنے کے امکانات کی کوشش کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کرنل نادر ... نہ تھے، جو خواب گاہ کا عقبی دروازہ کھول کر اندر خواب گاہ کے عقبی دروازے سے زیادہ دور نہیں تھا ... داخل ہوا تھا۔ عمران یہ دیکھنے کے لیے نہیں رکا تھا کہ آگ وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ماتحتوں سے تقریباً ... کہاں لگی تھی، لیکن اسے یقین تھا کہ اس کے لیے ان ... گز کے فاصلے پر تھے۔ ... نوکروں کے کوارٹروں ہی کو منتخب کیا ہو گا جو ... عمارت سے کافی فاصلے پر تھے۔

دفعتاً بنگلے کی کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں بلند ... عمران چونکا، لیکن پھر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اس کے ماتحت ... کچھ دیر بعد ٹو سیٹر دانش منزل کی تاریک کمپاؤنڈ جھاڑیوں سے نکل کر کمپاؤنڈ کی طرف جا رہے تھے۔ شور ... میں داخل ہوئی۔ سیکرٹ سروس والوں میں اس عمارت کو ایکس ٹو کا ہیڈ کوارٹر سمجھا جاتا تھا، لیکن ان میں سے کوئی بھی ایکس ٹو کی اجازت حاصل کیے بغیر اس کی کمپاؤنڈ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

عمران بے ہوش آدمی کو کمر پر لادے ہوئے عمارت میں داخل ہوا اور جب وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا تو روشنی میں شکار پر نظر پڑتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ یہ تھریسیا کا آدمی سیسرو تھا۔ وہی اندھا، جس نے ایک بار اسے بہت زچ کیا تھا۔ عمران نے اسے ایک کرسی پر ڈال دیا اور خود بھی ایک کرسی کے ہتھے پر ٹک کر چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

کچھ دیر بعد سیسرو کو ہوش آگیا اور وہ اس طرح کرسی سے اچھلا، جیسے کسی نے اس پر حملہ کر دیا ہو، لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ کھل گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رک گئی ہو۔

"تم... تم..." عمران ہکلایا۔

سیسرو خاموش کھڑا پلکیں جھپکا رہا۔ غالباً بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا۔" عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ بولا۔ "مگر کنفیوشس نے غلط کہا تھا... اس کے برعکس رعنا ہالانے ٹھیک کہا ہے کہ لکس ٹائیلٹ صابن کی ٹکیہ چبانے سے فلم اسٹاروں کی رنگت نکھر آتی ہے۔"

دفعتاً سیسرو نے عمران پر چھلانگ لگائی، لیکن نہایت اطمینان سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ارے خدا تمہیں غارت کرے۔" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تمہاری رنگت تو نہ نکھرے گی۔ خواہ تم سوڈا کاسٹک کی پوری بالٹی چڑھا جاؤ۔"

تقریباً پندرہ منٹ تک یہ اچھل کود جاری رہی... لیکن سیسرو، عمران کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ آخر وہ تھک کر رک گیا اور کسی گدھے کی طرح ہانپنے لگا۔

"کنفیوشس۔" عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔" سیسرو حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آہستہ... ذرا آہستہ۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔ "میں کمزور دل کا آدمی ہوں، میرا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے۔"

"تم کسی حقیر کیڑے کی طرح فنا کر دیے جاؤ گے۔" سیسرو ہانپتا ہُوا بولا۔

"نہیں دوست ایسا نہ کرنا۔" عمران گھگھیایا۔ "لو یہ کُنجی حاضر ہے، مجھے معاف کر دو۔" عمران نے جیب سے تجوری کی کُنجی نکال کر اُسے دکھائی۔

سیسرو پھر جھپٹا، شاید وہ اسی چکر میں تھا کہ عمران اس بار بھی جُھکائی دے کر الگ ہٹ جانے کی کوشش کرے گا۔ اسی لیے اُس نے اپنے ذہن کو کافی چاق و چوبند کر کے حملہ کیا تھا۔

لیکن وہ غلطی پر تھا اُس سے سرزد ہونے والا ہر فعل اُس کے حریفوں کے لیے عموماً غیر متوقع ہی ثابت ہُوا کرتا تھا سیسرو بھی دھوکا کھا گیا، نہ صرف دھوکا، بلکہ چوٹ بھی۔ عمران نے اُچھل کر دونوں پیر اُس کے سینے میں مارے تھے سیسرو کے حلق سے ایک طویل کراہ نکلی اور وہ بڑی میز سے پھسلتا ہُوا دوسری طرف جا گرا۔ اس بار اُس کا پھرتیلا پن جواب دے گیا تھا۔ وہ فوراً ہی نہ اُٹھ سکا۔

"معاف کرنا پیارے۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اس بار مَیں نے گدھوں کی سی حرکت کی۔ اپنا دل میری طرف سے صاف کر ڈالو۔ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔"

"مَیں تجھے مار ڈالوں گا۔" سیسرو دونوں مُٹھیاں بھینچ کر چیخا۔

"کنفیوشش نے کہا تھا..."

سیسرو نے کنفیوشس کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جھپٹا اور عمران نے جُھک کر اُس کے پیٹ پر ٹکر ماری مگر اس بار وہ خود بھی نہ سنبھل سکا اور دونوں نیچے اوپر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

عمران نے گرتے گرتے اپنی کہنیاں اُس کے سینے پر ٹیکا دی تھیں، اس لیے اُسے سیسرو کی گرفت سے نکل آنے میں کوئی دُشواری نہیں پیش آئی، ورنہ سیسرو نے اُس کی گردن اپنے بازوؤں میں جکڑنے کی کوشش کی تھی۔

یہ ٹکر آخری ثابت ہُوئی اور اُس نے سیسرو کے کَس بل نکال دیے۔ وہ اُٹھا، لیکن کھڑا نہیں ہُوا۔ میز کے پائے سے ٹیک کر اُس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"اب بتاؤ پیارے سیسرو کہ محکمہ خارجہ کا ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کہاں ہے؟" عمران نے مضحکہ اُڑانے کے سے انداز میں پوچھا۔ سیسرو نے آنکھیں کھول دیں جو انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ وہ اس وقت کسی درندے سے مشابہ معلوم ہو رہا تھا۔

"تم..." اُس نے بھرائی ہُوئی آواز میں کہا۔ "تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں معلوم کر سکتے۔"

"میرے فرشتے تو اس وقت پنگ پانگ کھیل رہے ہوں گے۔ مَیں معلوم کروں گا۔"

"کوشش کر دیکھو۔" سیسرو غرّایا۔

"کوشش تو بہت بڑی چیز ہے، تم کوشش کے بغیر ہی بتا دو گے۔" عمران نے بے تعلقی سے کہا، پھر ہنسنے کے ساتھ بولا۔ "ہوٹلوں میں آگ لگانے والی اسکیم تو بڑی شاندار تھی، مگر تم لوگ ہمیشہ یہ بھول جاتے ہو کہ مقابلہ عمران جیسے بے وقوف سے ہے۔"

"تمہاری موت قریب آگئی ہے۔ الفانسے تمہیں بڑی بیدردی سے مار ڈالے گا۔" سیسرو نے کہا۔

"تم الفانسے سے کم تو نہیں ہو۔"

"مَیں الفانسے کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔" سیسرو نے کہا۔

"تب تو مجھے افسوس ہے کہ مَیں نے ایک کمتر آدمی پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اچھا سیسرو اب مَیں تمہارے لیے ہاتھ کبھی نہ استعمال کروں گا۔ چلو بتاؤ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"مَیں کسی کرنل کو نہیں جانتا۔"

"تب پھر کیا تم مُرغیاں چرانے کے لیے اُس گھر میں گھسے تھے؟"

"مَیں کسی کے گھر میں نہیں گھسا تھا تم جھوٹے ہو۔"

"اچھی بات ہے یہ کمرا تمہاری قبر بنے گا۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیسرو اُس کی طرف جھپٹا اور دوسرے ہی لمحے اُس کے پیٹ پر عمران کی لات پڑی۔ وہ پیٹ دباتا ہُوا دُہرا ہو گیا۔

"مَیں وعدہ کر چکا ہوں پیارے سیسرو کہ تمہارے ہاتھ استعمال نہیں کروں گا کمتر آدمیوں سے اسی طرح نپٹتا ہوں۔" عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ خود کار دروازہ بند ہو کر مقفل ہو گیا۔

اب وہ ایک ایسے کمرے میں آیا جہاں ایک بڑی میز پر تین فون رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک پر جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائل کیے۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جولیا کی کپکپاتی ہُوئی سی آواز آئی۔

"میرے سارے ماتحت گدھے ہیں۔"

"زبردست غلطی ہُوئی جناب!"

"مگر ہُوئی کیوں؟... کیا اُن کی مدد کے بغیر آگ نہ بجھتی؟"

"مَیں نہیں کہہ سکتی کہ اُن سے یہ حماقت کیسے سرزد ہُوئی؟ مَیں تو آپ کے احکامات کے انتظار میں گھر پر ہی رُک گئی تھی۔"

"خیر... دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں الفانسے کا نائب سیسرو بند ہے۔ اُس سے معلوم کرو کہ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"سیسرو؟" جولیا نے حیرت سے دُہرایا۔

"ہاں اور دوسرا کام تمہیں عمران سے اسٹیٹ بینک کے سیف کی کُنجی حاصل کرنا ہے۔"

"دوسرا کام بہت مشکل ہے جناب!"

"کیوں؟"

"ہم بس ایک اُسی سے نہیں نپٹ سکتے۔"

"تم سب نالائق ہو... اچھا خیر مَیں ہی دیکھوں گا۔"

"مگر سیسرو آپ کو کہاں ملا؟"

"کرنل کی خواب گاہ میں۔ اگر مَیں سب کچھ تم لوگوں پر چھوڑ دوں تو نہ میری چیف آفیسری قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی تم لوگوں کی ملازمتیں..." عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

سیسرو نے اپنے گرد کھڑے ہُوئے نقاب پوشوں کو خونخوار نظروں سے دیکھا، لیکن چپ چاپ بیٹھا رہا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔" ایک نے اُس سے کہا۔

لیکن سیسرو نے دوسری طرف مُنہ پھیر لیا نتیجے کے طور پر اُسے ایک مغز ہلا دینے والا تھپڑ برداشت کرنا پڑا۔ لفظ برداشت مناسب نہیں ہے کیونکہ تھپڑ کھاتے ہی سیسرو کسی بھُوکے بھیڑیے کی طرح بپھر گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسی وقت موت یا زندگی کا فیصلہ کر دے گا۔

ایکس ٹو کے چاروں ماتحت شاید اس خیال میں تھے کہ وہ اُسے ایک خارش زدہ چوہے سے بھی کمتر پائیں گے لہٰذا اُس کا یہ حملہ اُن کے لیے غیر متوقع بھی تھا جتنی دیر میں وہ سنبھلتے سیسرو دروازے تک پہنچ چکا تھا، پھر اُس نے چاروں پر ایک کرسی کھینچ ماری۔ شاید وہ پہلے ہی عمران کو دروازہ... کھولتے ہُوئے دیکھ چکا تھا اس لیے اس خود کار دروازے کو کھولنے میں اُسے کوئی دُشواری پیش نہ آئی۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ باہر تھا۔ چاروں اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ وہ کمپاؤنڈ میں پہنچ گیا اور اب اُسے پا لینا یقیناً مشکل تھا کیونکہ کمپاؤنڈ کافی کشادہ تھی اور اس میں جگہ جگہ مختلف قسم کی گھنی بیلیں اور جھاڑیاں تھیں اور پھر اندھیرا تو تھا ہی۔ ایکس ٹو کے ماتحتوں کی بوکھلاہٹ قابلِ دید تھی۔ وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر سر مارتے رہے، لیکن اُن میں سے کسی کو بھی اتنی عقل نہیں آئی کہ پھاٹک پر پہنچ جاتا۔ کمپاؤنڈ کی دیواریں کافی اُونچی تھیں۔ لہٰذا انھیں سوچنا چاہیے تھا کہ فرار کے لیے وہ پھاٹک ہی کو ترجیح دے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک سر مارنے کے باوجود بھی وہ اُسے نہ پا سکے۔

"اب کیا ہوگا جعفری صاحب؟" سارجنٹ ناشاد نے ہانپتے ہُوئے کہا۔

"ہوگا کیا؟ سب تمہاری ہی بدولت ہُوا۔ تم نے اُسے تھپڑ کیوں مارا تھا؟"

"اے سبحان اللہ تو کیا مَیں اُسے سجدہ کرتا؟" ناشاد بگڑ گیا۔

"دراصل ہمیں مغالطہ ہُوا تھا۔" لیفٹیننٹ چوہان نے کہا۔

"پھر اب کیا کیا جائے؟" کیپٹن خاور نے کہا۔

"کھا جائے گا وہ... زندہ نہیں چھوڑے گا۔" جعفری بولا۔

"کوئی بہانہ سوچو۔" ناشاد بڑبڑایا۔

"بہانہ!" خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بہانہ سوچ کر کیا کرو گے؟ تمھی نے کام بگاڑا ہے۔"

"خُدا کی پناہ! تم لوگ تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہو یہ کہاں کی انسانیت ہے، مارے بغیر وہ کیسے بتا دیتا اگر اُسے مٹھائیاں پیش کرنے کا ارادہ تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا۔"

"اور دوسری غلطی سب سے ہُوئی ہے۔" لیفٹیننٹ چوہان

بولا۔ "ہم میں سے کسی نہ کسی کو پھاٹک پر ضرور رہنا چاہیے تھا۔"

"وہ سب کچھ ہُوا، مگر اب کیا ہوگا؟" کیپٹن جعفری بڑبڑایا۔

"سُنو یارو!" سارجنٹ ناشاد نے ہانک لگائی۔ "اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہم اس ملازمت سے سبکدوش کر دیے جائیں گے یا نہ کیے جائیں گے۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اس وقت کسی اچھے سے بار میں بیٹھ کر غم غلط کیا جائے کیا سمجھے؟"

"تم ضرور غم غلط کرو۔" خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "ہمارا بیڑا تو غرق کر ہی چکے۔"

"یار تم سب بڑے ڈرپوک ہو۔" ناشاد نے بُرا سا منہ بنایا۔ "میں تو چلا تم لوگ یہیں کھڑے رات بھر جھک مارتے رہو... ٹاٹا۔" ناشاد نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہُوا کمرے سے نکل گیا۔

◆

عمران نے جب یہ سُنا تو سر پیٹ لیا۔ اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ اُن چاروں کی بوٹیاں اُڑا دے۔ ابھی ابھی اُسے جولیا نافٹز واٹر نے فون پر اس واقعے کی اطلاع دی تھی اور ریسیور عمران کے ہاتھ میں ہی تھا۔

"تم خود وہاں کیوں نہیں موجود تھیں؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اور جب یہ چاروں گدھے کچھ ہی دیر پہلے ایک بڑی حماقت کر چکے تھے۔ تم نے انھیں بھیجا ہی کیوں؟ سیسرو معمولی آدمیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ کوئی گھٹیا قسم کا چور یا اچکا نہیں ہے کہ تشدد کے ذریعے اُس سے کچھ معلوم کیا جا سکے۔ اچھا اب تم جہنم میں جاؤ۔ ایکس ٹو تنہا یہ کام انجام دے گا۔"

"آپ سُنیے تو سہی۔"

"شٹ اپ!" عمران غرّایا اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

اب وہ پھر اندھیرے میں تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ سیسرو کے ذریعے نہ صرف کرنل نادر کا سُراغ مل سکے گا، بلکہ اسی طرح تھریسیا اور الفانسے تک بھی اُس کی رسائی ممکن تھی مگر اب وہ اپنے ماتحتوں کے ناکارہ پن پر دانت پیس رہا تھا۔

"سزا!" وہ بڑبڑایا۔ "انھیں اس کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔"

اُس نے فون پر سارجنٹ ناشاد کے نمبر ڈائل کیے۔

"ہِغ... ہِغ..." دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کاؤن بولنا پڑا ہے... سالا۔"

"اوہ، تو تم نے پی رکھی ہے؟" عمران دانت پیس کر بولا۔

"ہاں... ہاں... پی رکھی ہے... پھر سالا تم کون ہے؟"

"ایکس ٹو..."

"ہوئیں گا سالا... ہمارے ٹھینگے سے... مغز مت کھاؤ۔"

"اچھا... اچھا..." عمران سر ہلا کر بولا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اُس نے خاور کے نمبر ڈائل کیے، لیکن جواب نہیں ملا۔ شاید وہ گھر پر نہیں تھا۔ جعفری اور چوہان بھی نہیں ملے۔ آخر عمران خود ہی اس مہم پر روانہ ہوگیا۔ اُسے کم از کم ناشاد کو تو سزا دینی ہی تھی۔

◆

پھر وہ تقریباً چار بجے گھر واپس آیا۔ اُس نے ناشاد کے ساتھ جو کچھ بھی برتاؤ کیا تھا، اُس پر مطمئن تھا۔ اُس نے دروازہ بند کیا اور پھر کپڑے اُتارنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"اب کون مرا؟" اُس نے بڑبڑاتے ہوئے فون اُٹھایا۔

"ہیلو..."

"کون؟... عمران؟" دوسری طرف سے کوئی عورت بول رہی تھی، لیکن عمران آواز نہیں پہچان سکا۔

"ہاں... عمران... آپ کون ہیں؟"

"تھریسیا۔"

"ہائیں... ہلو... یس... ہاؤ ڈو یو ڈو؟"

"او کے ڈارلنگ! تم نے سیسرو کو پکڑا تھا؟"

"اگر وہ مچھروں کی نسل سے ہے تو یقیناً پکڑا گیا ہوگا۔ کیونکہ میں تو صبح سے فلٹ کی پچکاری لیے بیٹھا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر مچھر نہ ہوں تو عشاق بھی گہری نیند سو سکتے ہیں۔"

"احمقوں کے چچا! تم بہت جلد غرق ہونے والے ہو۔"

"بھتیجوں کو فائدہ پہنچے گا، کیونکہ کروڑوں کا بینک بیلنس چھوڑنے کا ارادہ ہے۔"

"آج کل تم سے سوزی نام کی ایک لڑکی مل رہی ہے، اُس سے ہوشیار رہو۔"

"کرنل نادر کہاں ہے ڈارلنگ؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"یہ نہیں بتا سکتی کیونکہ وہ پارٹی کے مفاد کا معاملہ ہے۔"

"تو پھر مجھ پر اتنا کرم کیوں ہے؟"

"تمھاری موت سے پارٹی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اس لیے میں اسے فضول سمجھتی ہوں۔"

"ہائیں! تم مجھے فضول سمجھتی ہو؟"

"تمھیں نہیں، تمھاری موت کو، لیکن اگر تمھارا بس چلے تو میرے ہتھکڑیاں لگا دو۔"

"ہرگز نہیں ہوٹی ٹی! تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ میں تو تم پر جان پُھنکتا ہوں، مگر پُھنکتا نہیں، لاحول ولا... چھڑکتا... میں تم پر جان چھڑکتا ہوں۔ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"تم مکار ہو عمران! تمھاری کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ تم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کر سکتے ہو۔ تم میں جمالیاتی حِس بالکل نہیں ہے۔"

"میں بذاتِ خود جمالیاتی ہوں کیونکہ میرے دادا کا نام جمال احمد جمالی تھا۔"

"بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا کہ سوزی سے ہوشیار رہنا۔" تھریسیا کی آواز میں بیزاری تھی اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

◆

سارجنٹ ناشاد اتنی زیادہ پی گیا تھا کہ اُس کے حواس جواب دے گئے تھے۔ ایکس ٹو کو فون پر اوٹ پٹانگ سُنانے کے بعد وہ اور زیادہ مسرور نظر آنے لگا تھا، پھر اس نے تھوڑی اور چڑھائی۔ کچھ دیر حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنی کوئی غزل ریکتا رہا، پھر سو گیا۔ پتا نہیں کب تک شراب اُس کے ذہن پر حاوی رہی، لیکن جب آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے نیچے کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سُنیں۔ اس نے پیر پھیلانے چاہے، لیکن ممکن نہ ہُوا۔ ہاتھ پھیلانے چاہے، لیکن یہ بھی دُشوار ثابت ہُوا۔ اُسے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی چھوٹے سے صندوق میں بند ہو، لیکن اُس نے کن انکھیوں سے اوپر دیکھا، سر پر تاروں بھرا آسمان تھا۔ وہ کن انکھیوں ہی سے دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بائیں کروٹ پر پڑا ہُوا تھا اور سیدھا ہونا محال... جنبش ہی نہ کر سکتا تھا، پھر بھی وہ خود کو متحرک محسوس کر رہا تھا... کوئی بغیر ڈھکن کا وہ چھوٹا سا صندوق دوڑ رہا تھا۔

دفعتاً سارجنٹ کے حلق سے بے اختیارانہ انداز

سکندرِ اعظم

سکندر اعظم نے جب اپنی سلطنت کی حدود خوب بڑھالیں تو اس کے ایک سالار نے کہا۔ "آپ کی سلطنت بہت وسیع ہوگئی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اب خوب شادیاں کریں تاکہ آپ کی اولاد بھی خوب ہو۔"

سکندر نے جواب دیا۔ "جو شخص مردوں پر غالب آیا ہو اس کے لیے مناسب نہیں کہ اس پر عورتیں غالب آجائیں۔"

میں چیخیں نکلنے لگیں اور متحرک صندوق رُک گیا، لیکن ناشاد برابر چیختا رہا۔ یکایک کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔ "کاہے چلات ہے رے... گھٹکی دبائے دیوں۔ دیکھوں چیخ ہے ہو گردن دبا دُوں گا۔"

"شٹ اپ یُو ڈرٹی سوائین۔" ناشاد دہاڑا۔ "ابے تو ہے کون؟"

"انگریزی وِنگریزی نا چلی سرو... پچھے پڑے رہو"... اچھے پڑے رہنا۔ انگریزی وِنگریزی نہیں چلے گی، اور صندوق پھر حرکت میں آگیا۔

ناشاد سوچنے لگا کہ یہ کیا مصیبت ہے۔ وہ پھر کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح اُٹھ کر بیٹھ جائے، لیکن پھر اُسے مایوسی ہوئی۔ وہ کچھ اس طرح اس میں پھنسا ہوا تھا کہ نہ تو وہ ہِل سکتا تھا اور نہ ہلنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ صندوق دوڑ رہا تھا اور ناشاد کا ذہن ہواؤں میں اُڑ رہا تھا۔ نشے سے پہلے کے واقعات بہت تیزی سے اُسے یاد آ رہے تھے۔ پہلی شکست، دوسری اور پھر شراب نوشی۔ اُس نے جعفری وغیرہ کے سامنے ایکس ٹو کو بُرا بھلا کہا تھا اور پھر دفعتاً ذہن کے دُھندلکوں سے کچھ سوئی سوئی سی یادداشت اُبھری۔ ایکس ٹو کا فون بھی تو آیا تھا شاید... لیکن اُس نے نشے کی ترنگ میں اُس کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناشاد کانپ گیا اور ایک بار پھر اُسے محسوس ہونے لگا، جیسے اُس پر غشی طاری ہو رہی ہو۔ دفعتاً قریب ہی کوئی چیخنے لگا۔ "اللہ کے نام پر بابا... اندھے گونگے، بہرے لاچار کے لیے..."

صندوق رُک گیا تھا۔ ناشاد نے محسوس کیا کہ اُجالا پھیل گیا ہے۔ پرندوں کی تیز سی آوازیں اُس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

"بابا... نُور کے تڑکے... اللہ کے نام پر... جُگ جُگ جیو... بچے آباد رہیں... اندھے گونگے، بہرے لاچار کے لیے۔"

"ابے او فقیر..." ناشاد نے ہانک لگائی۔ "ذرا مجھے نکال تو... انعام دُوں گا... منہ مانگا۔" اُسے اپنی آواز میں اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اُس میں بہت زیادہ گھبراہٹ تھی۔ غالباً یہ بے تحاشا پینے کا اثر تھا۔

"ابے دیوقشہ... آج کیا ہو گیا ہے تجھے؟" کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔ "جُوتے کھلوائے گا؟"

"شٹ اپ یُو باسٹرڈ... سن آف اے بچ۔" ناشاد دانت پیس کر غرّایا۔ "مجھے اس صندوق سے نکال، ورنہ بُلاتا ہُوں پولیس کو۔"

دفعتاً اُس نے محسوس کیا کہ کوئی اُس پر جھکا ہُوا ہے اور پھر اُس نے کسی کو کہتے سُنا۔

"ابے تُو کون ہے؟... میرا بابا کہاں ہے؟"

"جہنم میں... اور تجھے بھی جہنم میں پہنچا دُوں گا، ورنہ نکال مجھے۔" ناشاد نے کہا اور چند لمحوں کے بعد اُس نے ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ سُنی اور اُس کے پیر خود بخود پھیلتے چلے گئے۔ شاید اس طرف کا تختہ نیچے گرا دیا تھا۔ ناشاد نیچے کھسکا اور اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اُس کے سامنے ایک شکستہ حال نوجوان فقیر کھڑا تھا اور خود ناشاد بھی کوئی بھک منگا ہی معلوم ہو رہا تھا۔ اُس کے جسم پر ایک ایسا کوٹ تھا، جس کے چیتھڑے جھُول رہے تھے اور نیکر کی ساخت بھی یہی کہتی تھی کہ وہ کبھی پتلون رہی ہو گی۔

"تُو کون ہے... رے؟" نوجوان فقیر نے اُسے نیچے سے اُوپر تک گھورتے ہُوئے پوچھا۔

"تُو کون ہے؟" ناشاد نے اُسے للکارا۔

"جگّو کا بیٹا مداری۔ تُو نے میرے بابا کا کیا بنایا؟ اُس کے کپڑے تُو نے کیوں پہنے ہیں؟"

"یُو انفرنل بیسٹ۔" ناشاد دانت پیس کر رہ گیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اُسے غصّہ نہیں آیا تھا۔ اُس کا ذہن تو اس فکر میں اُلجھا ہُوا تھا کہ اگر کسی شناسا نے اس حال میں دیکھ لیا تو کیا سمجھے گا۔

"بول کہاں ہے میرا بابا؟" فقیر اُس پر جھپٹ پڑا۔ ناشاد شاید اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کے لیے سنبھلنا دُشوار ہو گیا، پھر بھی اُس نے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی اور اُس کے گھٹنے زمین سے جا لگے تھے۔ فقیر اُس پر چھا گیا۔ ناشاد اُٹھنے کے لیے زور لگانے لگا تھا، لیکن فقیر خاصا طاقت ور ثابت ہُوا۔ اچھی طرح اُجالا پھیل گیا تھا اور آمد و رفت شروع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگ بیچ بچاؤ کرانے کے لیے دوڑ پڑے، لیکن اتنی ہی دیر میں ناشاد کا چہرہ داغدار ہو چکا تھا۔ فقیر کے بڑھے ہُوئے ناخنوں نے خاصے نقش و نگار بنائے تھے۔ اچانک اس دوران ناشاد کی نظر بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف

اُٹھ گئی اور وہ سنّاٹے میں آگیا، پھر اُسے اس کا بھی ہوش نہیں رہ گیا کہ وہ پِٹ رہا ہے۔ بس ایک بار اُس نے چھلانگ لگائی اور مجمع سے باہر تھا، پھر وہ اپنی پوری قوت سے ایک سمت دوڑنے لگا۔ اُسے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ کیسے اپنے گھر تک پہنچا، نہ اُسے گھورتی ہُوئی آنکھوں کا ہوش تھا اور نہ پڑوسیوں کے استعجاب زدہ چہروں کا۔ البتہ ایک آواز اُس کے کانوں میں برابر گونجتی رہی تھی۔

"میرا بابا... میرا بابا؟" اور دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی اُسے یہ آواز سُنائی دیتی رہی۔ فقیر جو اُس کے پیچھے دوڑتا ہُوا یہاں تک پہنچا تھا، دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخ رہا تھا۔ "صاحب، آپ کے گھر میں چور گھُسا ہے... ڈاکو گھُسا ہے... قاتل گھُسا ہے۔"

لیکن ناشاد اب اس حال میں دوبارہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا تھا۔ وہ سیدھا اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔ تاکہ جلد سے جلد کم از کم سلیپنگ سُوٹ ہی ڈال لے، لیکن اُسے دروازے پر ہی ٹھٹک جانا پڑا کیونکہ ایک میلا کچیلا بُوڑھا اُس کا سلیپنگ سُوٹ پہنے ہُوئے مسہری پر خرّاٹے لے رہا تھا۔

ناشاد آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر یک لخت اُس پر ٹُوٹ پڑا۔

"ارے باپ رے۔" بُوڑھا رو دینے والی آواز میں چیخا۔

"کون ہے بے تُو؟" ناشاد اُس کے بال پکڑ کر جھنجوڑتا ہُوا بولا۔

"ارے سرکار، مار ڈالا۔ بال چھوڑیے... اچھا ہُوا آپ واپس آگئے۔ ڈر کے مارے میرا دم نکلا جا رہا تھا۔ مگر نیند بڑی اچھی آئی۔ جگ جگ جیو مالک۔ اب مجھے جانے دو۔"

ناشاد کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بُوڑھا اُس کے ہاتھ چھڑا کر مسہری سے اُتر آیا۔

"اب انعام دلوائیے نا صاحب۔" بُوڑھے نے مسکرا کر کہا اور ناشاد نے محسوس کیا کہ وہ اندھا ہے۔ بُوڑھا کہہ رہا تھا۔

"اپنے کپڑے لیجیے اور میرے کپڑے لائیے... بھلا ان کپڑوں میں مجھے کون بھیک دے گا؟"

سارا معاملہ ناشاد کی سمجھ میں آگیا۔ یہ لازمی طور پر ایکس ٹو ہی کا کارنامہ تھا۔ یقیناً اُسے اُس کی طرف سے سزا ملی تھی۔ ایک بار پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناشاد نے اُسے رخصت کر دیا۔ اُس سے دس روپے کے انعام کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لہٰذا ناشاد کو چُپ چاپ نکال کر دینے پڑے۔ اندھا باہر کھڑے ہُوئے نوجوان فقیر کو ڈانٹتا پھٹکارتا ہُوا، وہاں سے لے گیا۔

ناشاد کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ اُس کے پاس ایک سنسنی خیز اطلاع تھی، ایسی کہ اس سے ایکس ٹو کے ماتحتوں کی غلطیوں کا ازالہ بھی ہو سکتا تھا۔ پہلے تو وہ دل ہی دل میں ایکس ٹو کو گالیاں دیتا رہا، پھر سوچنے لگا کہ اگر وہ ملازمت سے مستعفی بھی ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ایکس ٹو اُس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے۔ وہ تو ہر جگہ اور ہر حال میں اُسے سزا دے سکتا تھا۔ بہرحال وہ "بہرا فقیر" اُٹھا اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ناشاد اسپیکنگ سر!" ناشاد گھگھیایا۔

"آہا... فرمائیے ناشاد صاحب، کیسے مزاج ہیں؟"

"مَیں کان پکڑ اور ناک رگڑ کر معافی چاہتا ہُوں جناب!"

"پھر اس طرح بہکو گے؟"

"نہیں جناب کبھی نہیں! مَیں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہُوں... مگر مَیں نے کچھ کام بھی کیا ہے۔"

"اچھا..."

"جی ہاں، مَیں نے سیسرو کو پیرا ماؤنٹ بلڈنگ میں دیکھا ہے۔ وہ اُسی کھڑکی میں تھا جہاں انتھرے اینڈ کو کا بورڈ لگا ہُوا ہے۔"

"اگر یہ اطلاع غلط ثابت ہُوئی تو...!"

"مَیں نے اُسے وہیں دیکھا تھا جناب!"

"اچھی بات ہے... اور کچھ؟"

"ایک گزارش ہے۔"

"کہو..."

"اس واقعہ کی اطلاع میرے ساتھیوں کو نہ ہونے پائے۔"

"نہ ہوگی۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ نادر ریسیور رکھ کر اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کسی پہاڑی پر چڑھتے چڑھتے دَم لینے کے لیے رُکا ہو۔

عمران نے معلوم کر لیا کہ الفتھرے اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹس ہیں لیکن نہ تو الفتھرے کی شکل دیکھ سکا اور نہ وہاں سیمر وہی کا سُراغ مل سکا۔ ایک کلرک اور چپراسی وہاں موجود تھے، پھر بھی اُس نے لیفٹیننٹ چوہان کو اس بلیٹ کی نگرانی پر مامور کر دیا۔

تفتیش کرنے پر الفتھرے کا جو حلیہ معلوم ہُوا تھا یقیناً مشتبہ تھا۔ اُدھر سے فرصت حاصل کر کے وہ سر سلطان کی طرف متوجہ ہُوا جو اب ہوش میں آ گئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ اُس دن اُن کے ڈرائیور کا بھتیجا انھیں آفس پہنچانے کے لیے آیا تھا لیکن انھوں نے پہلے اُسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس سے معلوم ہُوا تھا کہ ڈرائیور اچانک بیمار ہو گیا ہے۔ حالانکہ...

انھیں کرنل نادر کی گمشدگی کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی، لیکن انھوں نے اس کے امکانات پر غور نہیں کیا تھا۔ آفس جانے سے کچھ دیر پہلے انھیں کرنل نادر کی بیوی کا فون موصول ہُوا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کرنل نادر کسی غیر ملکی لڑکی کو لے کر کہیں وقت گزارنے گیا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا تھا کہ کرنل نادر اپنی خواب گاہ میں اُس سے جاپانی سیکھا کرتا تھا۔

عمران نے اسٹیٹ بینک کے سیف کی کُنجی سر سلطان کے سپرد کرنی چاہی لیکن انھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے، ویسے انھوں نے محکمۂ سُراغ رسانی کو ضرور ہدایت کر دی کہ اسٹیٹ بینک کے اسٹرانگ رُوم کی گہری نگرانی کی جائے۔

اب سوزی کی فکر ہو گئی تھی چونکہ اس کے سلسلے میں تقریباً نے اُسے خبردار کیا تھا۔ لہٰذا وہ اُسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں تقریباً ہر شام وہ اُس سے ملتی رہتی تھی، لیکن عمران نے اُسے اپنی قیام گاہ کا پتا نہیں بتایا تھا۔

آج عمران کا ذہن بُری طرح اُلجھا ہُوا تھا۔ اگر سوزی کی حقیقت معلوم کرنے کا خیال نہ ہوتا تو شاید آج عمران نائٹ کلب کا رُخ ہی نہ کرتا۔ سوزی حسبِ معمول وہاں موجود تھی، لیکن عمران نے محسوس کیا کہ وہ آج کچھ نڈھال سی ہے۔ اُس کی آنکھوں میں خوشیوں کی بے چین لہریں نہیں تھیں اور وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔ اُس نے ایک مضمحل سی مسکراہٹ کے ساتھ عمران کا خیر مقدم کیا۔ پھر دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر یک بیک سوزی کچھ نروس سی نظر آنے لگی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خاص بات کہنے کے لیے مضطرب ہو، لیکن ہمت ساتھ نہ دے رہی ہو۔ آخر اُس کے ہونٹ ہلے۔

"کیا تمھیں علم ہے کہ جولیانا فٹزواٹر ایک شادی شدہ عورت ہے؟"

"ہائیں۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ "کیا مطلب؟"

"تو تم اُسے ایک شادی شدہ عورت کی حیثیت سے نہیں جانتے؟"

"ہرگز نہیں، وہ کنواری ہے۔ تم مذاق کر رہی ہو۔"

"وہ شادی شدہ ہے۔" سوزی نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "وہ تمھیں اب تک دھوکا دیتی رہی ہے۔ وہ کنواری نہیں ہے۔ اُسے خود کو جولیانا الفتھرے لکھنا اور کہنا چاہیے لیکن وہ تمھیں دھوکا دینے کے لیے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام استعمال کر رہی ہے۔"

"ارے باپ رے۔" عمران اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتا ہُوا مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "جولیانا الفتھرے خدا اُسے غارت کرے... وہ اب تک مجھے دھوکا دیتی رہی۔"

"کیا تم اُس سے محبت کرنے لگے ہو؟"

"ہرگز نہیں، کبھی نہیں، وہ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔" سوزی کے چہرے پر اطمینان کی لہریں نظر آنے لگیں اور اُس نے مسکرا کر کہا۔ "تم اُس سے کہہ دو کہ وہ تم سے نہ ملا کرے۔"

"مگر میں یہ کیوں کہہ دوں؟ اگر وہ شادی شدہ ہے تو میرا اس سے کیا نقصان ہے؟ اگر نہیں ہے تو فائدہ کیا ہو سکتا ہے؟"

"ایک شریف آدمی کی زندگی تلخ ہو سکتی ہے۔" سوزی نے کہا۔ "مسٹر الفتھرے اُسے کھونا نہیں چاہتے۔ اگر تم اُسے

دھتکار دو الفتھرے کی زندگی برباد ہونے سے بچ جائے گی۔ ورنہ ایک شریف آدمی کا خون تمھاری گردن پر ہوگا۔"

عمران بوکھلا کر اپنی گردن ٹٹولنے لگا۔ ساتھ ہی اُس کے چہرے پر اس قسم کے آثار نظر آئے، جیسے وہ خون کی... چپچپاہٹ محسوس کر رہا ہو۔

"نہیں۔" وہ خوف زدہ آواز میں بولا۔ "ہرگز نہیں... اگر وہ مجھ سے ملنا چاہے گی تو نہیں ملوں گا۔ نہ مانے گی تو اُس پر شہد کی مکھیاں چھوڑ دوں گا۔ میرے پاس تقریباً پانچ ہزار شہد کی مکھیاں ہیں۔" سوزی اس خیال پر بے ساختہ ہنس پڑی۔ کچھ دیر خاموش رہی، پھر بولی۔

"ہم دونوں بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔"

"کیا اب بُرے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں، یہ میں نے یونہی کہا ہے۔ دیکھو عمران... دوست میں بھی ابھی تک دھوکا دیتی رہی ہُوں۔"

"ہائیں... " عمران آنکھیں پھاڑ کر اُچھل پڑا۔ "تم بھی دھوکا دے رہی ہو۔"

"ٹھہرو! ڈیئر! اتنی جلدی سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ پوری بات سُن لو۔ میں نے یہ دھوکا ایک نیک مقصد کے حصول کے لیے دیا تھا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ مسٹر الفتھرے کی زندگی برباد نہ ہو۔ میں نے آج تک ملایا کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمیشہ اسی شہر میں رہی ہُوں۔ مسٹر الفتھرے میرے باس ہیں..."

"اوہ... ہو۔" عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے گھمائے۔

"ہاں! انھوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ کسی طرح عمران کو مسز الفتھرے سے جُدا کر دو، پھر انھوں نے کہا کہ اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اُس سے دوستی کر و... پھر اُسے اپنے ساتھ لاؤ۔"

"کہاں لاؤ؟"

"یہ بھی مجھے آج ہی معلوم ہُوا ہے۔ انھوں نے آج صبح، مجھے وہ جگہ بتائی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ تم سے کوئی ایسی تحریر لیں گے جس کی وجہ سے تم پھر کبھی جولیانا کی طرف رُخ نہ کر سکو۔"

"تو پھر چلو، میں چل رہا ہُوں۔" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"تم کیا سچ مچ اُلو ہو۔" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"نہیں، میں ایک شریف آدمی ہُوں۔ تمھارے ساتھ چل کر مسٹر الفتھرے کی غلط فہمی رفع کر دوں گا۔"

"تم پاگل ہوئے ہو... کیا اتنی بھی عقل نہیں رکھتے کہ اگر تمھیں دیکھ کر مسٹر الفتھرے کو غصّہ آ گیا تو کیا ہو گا؟"

"میں اُن سے صاف کہہ دوں گا کہ مجھے مسز الفتھرے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو رو ڈ انسپکٹر ہُوں۔"

"تم واقعی احمق ہو۔"

"لیکن اگر تم مجھے وہاں نہ لے گئیں تو مسٹر الفتھرے کیا سوچیں گے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ جب مقصد ہی حاصل ہو گیا ہے تو اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ میں انھیں اطمینان دلا دوں گی کہ اب تم مسز الفتھرے سے نہیں ملو گے۔ وہ تو میں اُسی دن سمجھ گئی تھی کہ تمھیں اُس کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے۔ وہ خود ہی تمھاری طرف دوڑی ہو گی۔ مگر اب میں سوچتی ہُوں کہ وہ حق بجانب ہے۔ تم انتہائی دلچسپ آدمی ہو اور مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم وہ ہرگز نہیں ہو، جو نظر آتے ہو۔"

"ہائیں۔ کیا بات ہُوئی... یعنی کہ میں عمران نہیں... علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی۔"

"تم جو کچھ بھی ہو... لیکن میرے لیے بہت پُراسرار ہو۔"

"خدا کی پناہ، الجھن میں میری ممی بھی یہی کہا کرتی تھیں۔ لیکن میں اسے مذاق سمجھتا تھا۔ آج تم بھی... کمال ہے مگر تم مجھے وہاں لے چلو، میں مسٹر الفتھرے کو مطمئن کر دوں گا۔"

"نہیں، ضد مت کرو۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"

"ہو کر رہے گا۔ تمھیں چلنا پڑے گا۔ ورنہ میں یہیں سب کے سامنے خود کشی کر لوں گا۔"

"خود کشی! اچھا کر لو۔" سوزی ہنسنے لگی۔

"میں سچ مچ کر لوں گا۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ یہاں خودکشی کے لیے مجھے میٹریل نہ ملے گا۔ دو چھریاں، تین چمچے اور ایک آدھا کانٹا نگل جاؤں گا، خودکشی ہو جائے گی۔"

"نگل جاؤ... میں تمھاری مدد کروں گی۔"

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا ارادہ کیوں ملتوی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ تم اب تک مجھ سے اسی لیے ملتی رہی ہو کہ مجھے الفتھرے کے بتائے ہُوئے مقام پر لے جاؤ۔"

"میں نے سوچا کہیں الفتھرے کوئی غیر قانونی حرکت نہ کر بیٹھے۔ عورتوں کی وجہ سے دُنیا میں بہت کُشت و خون

ہُوا ہے۔"

"ایک اور سہی محترمہ سوزی!"

"بکواس نہ کرو۔ تم کافی پیو گے یا چائے؟"

"ٹھنڈا پانی ہر حال میں مجھے سکون پہنچاتا ہے۔ کیا یہ الفریے کوئی فوجی ہے؟"

"نہیں، بزنس مین... فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹ ہے۔"

"ارے، وہ الفریے اینڈ کو... پیراماؤنٹ بلڈنگ والی؟"

"ہاں وہی... کیا تم نے اُن کے ذریعے کبھی کوئی کلیئرنگ کرا چکے ہو؟"

"ہاں... آں پچھلے سال میری کار انھیں کی معرفت مجھے ملی تھی۔"

"تو تم مسٹر الفریے سے ذاتی طور پر واقف ہو؟"

"نہیں، میں نے تو آج تک شکل ہی نہیں دیکھی اُس کی۔ مگر اب دیکھوں گا وہ مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے میں اُسے دیکھوں گا۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔"

"اُس کے دفتر میں ہی ہنگامہ برپا کروں گا۔ وہاں اُس کی زیادہ بے عزتی ہوگی۔ ورنہ تم مجھے وہیں لے چلو جہاں اُس نے بلوایا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ وہاں تنہا ہوگا۔ لہٰذا اُس کی یا میری بے عزتی کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے گا۔ صرف تم ہوگی۔ اگر تم سے کسی کی بے عزتی نہ دیکھی جائے تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو؟" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"قطعی، سو فی صد۔"

"الفریے تمھیں توڑ مروڑ کر رکھ دے گا۔ وہ آدمی نہیں جن ہے۔"

"میں اسی طرح مرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے لے چلو... ورنہ مسز الفریے کو مجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔ میری ایک معمولی سی توجہ اُسے میرے قدموں میں لا ڈالے گی۔ سمجھیں؟"

"اچھا... چلو، لیکن وہاں جو کچھ بھی ہو، اس کی تمام تر ذمے داری تم پر ہوگی۔ میں تمھیں خطرات سے آگاہ... کر چکی ہوں۔"

"ہاں، تم مجھے خطرات سے آگاہ کر چکی ہو۔ اگر میں اپنا ایک ہاتھ پیر وہیں چھوڑ آیا تو مجھے تم سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔ چلو اٹھو۔"

"ارے ابھی تو بہت وقت ہے۔ ہم دس بجے تک وہاں پہنچیں گے۔ مگر تم ایک بار پھر سوچ لو۔"

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ اس کا تصفیہ ہو جانا چاہیے۔ میں بدنامی کا داغ لے کر قبر میں نہیں جانا چاہتا۔"

"تمھاری مرضی۔" سوزی نے بظاہر بے پروائی سے کہا، لیکن اُس کی آنکھوں میں گہری تشویش صاف پڑھی جا سکتی تھی۔

"مگر ہمیں جانا کہاں ہوگا؟"

"ماڈل ٹاؤن ہیولیشام لاج۔" سوزی نے غالباً... بے خیالی میں کہا اور پھر اس طرح چونک پڑی... جیسے نادانستگی میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔ وہ چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر بولی۔ "دیکھو! اس قصے کو یہیں ختم کر دو۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ اس کا تذکرہ لے بیٹھی۔ میں مسٹر الفریے کو دوسری طرح بھی ٹال سکتی ہوں۔"

"اگر تم تذکرہ نہ کرتیں تو میں مرتے دم تک تمھیں معاف نہ کرتا۔ کنفیوشس نے کہا تھا..."

"کہا ہوگا کنفیوشس نے... آخر تم... سنجیدگی سے کیوں نہیں سوچتے۔ اگر مسٹر الفریے کو غصہ آ گیا تو...؟"

"میں اُس کے لیے ایک ڈبا آئس کریم لے چلوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

"وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے عمران! وہ کسی ہاتھی کی طرح مضبوط ہے۔ میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اپنے جسم کے کسی حصے سے خود ہی رائفل کی گولی نکالے اور خود ہی زخم کی ڈریسنگ کرے اور اسی عالم میں اپنے پیروں سے چل کر کسی کو رخصت کرنے کے لیے صدر دروازے تک جائے۔"

"اوہ... تو کیا الفریے ایسا ہی ہے؟"

"ہاں عمران! میں جھوٹ نہیں کہتی۔"

"پروا مت کرو۔ بچپن میں ایک بار میں نے توپ کا گولا نگل لیا تھا اور اب تک شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔"

"تم سے خدا سمجھے۔" سوزی دانت پیس کر رہ گئی۔

عمران کچھ دیر تک بیٹھا رہا، پھر اُٹھتا ہوا بولا۔ "میں

ابھی آیا۔ دس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔"

سوزی نے بڑی خوش دلی سے اُسے اجازت دے دی۔ غالباً اُس نے سوچا تھا کہ یہ اسی بہانے سے ٹل جائے تو بہتر ہے۔

عمران کلب سے نکل کر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ میں آیا اور وہاں سے اپنے ماتحتوں کے یکے بعد دیگرے نمبر ڈائل کیے اور انھیں جلدی جلدی مختلف ہدایات دے کر بوتھ سے باہر نکل آیا۔ دفعتاً اُس کی نظر سوزی پر پڑی جو کلب سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جا رہی تھی۔ عمران نے بھی قدم بڑھائے اور جلد ہی اُسے جا لیا۔

"اوہو... تو تم بھی خود کو دھوکے باز ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

سوزی رُکی اور چند لمحے بے حس و حرکت کھڑی رہی، پھر ایک بے جان سی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اُس نے کہا۔

"میں بھی تھی، شاید تم اسی بہانے سے ٹل گئے۔"

"ارے جاؤ، کیا میں ڈرپوک ہوں؟ کنفیوشس..."

"خدا کے لیے...!" وہ ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "کنفیوشس کہیں! مجھے اس نام سے ہی اختلاج ہوتا ہے۔"

"اچھا تو چلو، واپس چلو... ہم ٹھیک دس بجے ہیولیشام لاج پہنچیں گے۔"

"چلو۔" سوزی مُردہ سی آواز میں بولی اور وہ پھر کلب کی طرف واپس ہو گئے۔

سوزی پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اُس نے ہر طرح اُسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہ مانا۔ اس وقت ساڑھے نو بج رہے تھے اور عمران کی ٹوسیٹر ماڈل ٹاؤن کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔

"عمران! میں تمھیں پھر سمجھاتی ہوں۔"

"بہت مشکل ہے۔ اگر تم خوف محسوس کر رہی ہو تو یہیں سے واپس جاؤ۔ میں ہیولیشام لاج تو ضرور جاؤں گا... میں چاہتا ہوں کہ الفریے اپنی غلطی تسلیم کر کے مجھے بدنام کرنے سے باز آ جائے۔"

"میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اُسے اس پر آمادہ کر لوں گی۔ مگر تم اس وقت اُس کے سامنے نہ جاؤ۔ معلوم نہیں اُس نے تمھارے لیے کس قسم کا جال تیار کیا ہے۔ میرے خدا! میں نے سخت غلطی کی۔ تم جیسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ ٹوسیٹر ہوا سے باتیں کرتی رہی۔

آخر وہ ماڈل ٹاؤن کی حدود میں داخل ہوئے اور عمران نے محسوس کیا کہ سوزی کی سانسیں معمول سے زیادہ تیز ہو گئی ہیں۔

"ہیولیشام لاج غالباً تیسرے بلاک میں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں وہیں ہے اور عمران تم آخر اپنی عقل کیوں کھو بیٹھے ہو؟ اب بھی غنیمت ہے، واپس چلو۔"

"یہ ناممکن ہے ڈیئر... بائیں اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کی بیوی کا عاشق سمجھا جاؤں۔"

سوزی پھر چپ ہو رہی۔ ٹوسیٹر تیسرے بلاک کی طرف مُڑ رہی تھی۔

"میرا دل بہت شدت سے دھڑک رہا ہے۔" سوزی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"چلو شکر ہے کہ تم زندہ ہو... میں تو سمجھا تھا کہ اس نے دھڑکنا چھوڑ دیا ہے۔"

ٹوسیٹر ایک عمارت کے سامنے رُک گئی۔

"چلو آ گئے... اوہو... یہاں تو جشن ہو رہا ہے۔ شاید کوئی کھڑکی بھی ایسی نہیں ہے جس سے روشنی نہ جھانک رہی ہو۔"

"عمران! پھر سوچ لو۔" سوزی ہذیانی انداز میں بڑبڑائی۔

"سوچ لیا۔" عمران نے کہا اور سوزی کو کھینچتا ہوا گاڑی سے اُتر آیا۔

عمارت کے صدر دروازے پر ایک دربان نے اُن کا استقبال کیا اور وہ ہاتھوں ہاتھ اندر پہنچا دیے گئے۔ وہ ایک کافی طویل و عریض کمرا تھا۔ انتہائی شاندار اور قیمتی ساز و سامان سے مزین۔ اور آتش دان کے قریب تھریسیا مضمحل کھڑی تھی۔ سوزی اُسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ تھریسیا بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کے چہرے پر پائے جانے والے اضمحلال ہی نے اُس کی دلکشی میں اضافہ کر دیا ہو۔

عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھریسیا نے ہونٹ سکوڑ کر منہ پھیر لیا۔ دفعتاً اُن کی پشت سے ایک قہقہے کی

گونج سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے۔ دروازے میں طویل قامت الفانسے کھڑا ہنس رہا تھا اور سیسرو اُس کے پیچھے تھا۔

"مسٹر التھرے کہاں ہے؟" سوزی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"التھرے...؟" الفانسے نے حیرت سے دہرایا۔ "یہاں کوئی التھرے نہیں رہتا۔"

"میرے خدا!" سوزی نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ "آپ کی آواز تو مسٹر التھرے ہی کی سی ہے، مگر آپ...؟"

"تمھیں کسی نے غلط پتا بتایا ہے لڑکی! میرا نام التھرے نہیں، الفانسے ہے۔"

"اور میں ان کا سوتیلا چچا لگتا ہوں۔" عمران نے دوبارہ تھریسیا کو آنکھ مار کر کہا۔ سیسرو غرّا کر اُس پر چڑھ دوڑا۔

"ٹھہرو!" الفانسے نے روکتے ہوئے کہا۔ "اسے وہاں لے چلو، جہاں ہم جشن منائیں گے۔"

"اور یہ لڑکی؟" سیسرو نے سوزی کی طرف اشارہ کیا۔

"اسے بھی لے چلو۔" الفانسے بولا۔ "فی الحال اس کا باہر جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"مسٹر التھرے! آپ کیا کر رہے ہیں؟" سوزی ہذیانی انداز میں چیخی۔

"تم پھر غلطی کر رہی ہو... میرا نام الفانسے ہے۔"

"ہرگز نہیں... اگر آپ نے اپنی گھنی مونچھیں نہ صاف کر دی ہوتیں تو..."

"چلو یہی سہی، مگر تمھیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں... تمھیں اس کام کا معقول معاوضہ ملے گا۔"

"سُنا تم نے پاگل کتے...!" سوزی عمران کو جھنجوڑ کر پاگلوں کی طرح چیخی۔

"میں اب بھی یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ ایک دلچسپ مذاق ہے۔" عمران نے نہایت اطمینان سے جواب دیا اور ایک بار پھر تھریسیا کو آنکھ مار دی۔

"چلو... اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" سیسرو ریوالور نکال کر دہاڑا۔

"ہشت۔" الفانسے نے کراہت سے کہا۔ "ایک حقیر سے کیڑے کے لیے خواہ مخواہ اپنی انرجی کیوں برباد کرتے ہو؟ ریوالور جیب میں رکھ لو... یہ یونہی چلے گا۔"

"چلو... چلو۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں اِس جشن سے کافی لطف اندوز ہوں گا۔"

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں لائے گئے۔ یہاں ایک طرف تقریباً سو مربع فٹ کے رقبے میں بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے اور اُس کے قریب ہی کرنل نادر ایک کرسی میں بندھا ہُوا تھا۔ اس کے علاوہ چھ عورتیں اور چھ مرد بھی وہاں موجود تھے۔

"یہ آگ تم دیکھ رہے ہو؟" الفانسے نے عمران سے کہا۔

"معاف کرنا پیارے! میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہوں۔ کہو تو دوڑ کر لیتا آؤں۔"

"اے احمق آدمی!" دفعتاً تھریسیا نے اُسے مخاطب کیا۔ "اگر تم وہ کنجی ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمھیں چھوڑ دیں گے۔ بیٹی تھری بی کا وعدہ ہے۔"

"آپ ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتیں مادام!" سیسرو بول پڑا۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"تو میری آواز پر اپنی آواز بلند کر رہا ہے۔" تھریسیا غضب ناک ہوگئی۔

سیسرو نے بے پروائی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی اور تھریسیا کی خونخوار نظریں الفانسے کی طرف اُٹھ گئیں۔

الفانسے خاموش کھڑا تھا۔ اُس نے سیسرو کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "معافی مانگو۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں مادام!" سیسرو کا لہجہ بہت تلخ تھا، "لیکن اس سے میری ذاتی پُرخاش ہے!"

تھریسیا عمران سے کہہ رہی تھی۔ "یہ آگ تم دونوں کے لیے روشن کی گئی ہے اور اُس وقت تک بھڑکائی جاتی رہے گی، جب تک کاغذات یہاں نہ آجائیں۔ سیف کی کنجی تم نے کہاں رکھی ہے؟"

"ایک جزیرے میں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہاں ایک سُرخ رنگ کا گنبد ہے، جو دن رات تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اس پر ایک نیلے رنگ کا پرندہ بیٹھا ہر آیند و رَوند کو آواز دیتا ہے۔ باش اے رہروانِ مال روڈ آگے کافی ہاؤس ہے۔ ذرا سنبھل کر۔"

"سلاخیں گرم کرو!" الفانسے دانت پیس کر چیخا۔

سیسرو نے دو بڑی بڑی سلاخیں، جن میں لگے ہوئے دستے لکڑی کے تھے، آگ میں ڈال دیں۔ عمران کی

نظر اس گراموفون پر پڑی، جو ایک طرف ایک میز پر رکھا ہُوا تھا۔

"یہ یہاں کس لیے رکھا گیا ہے؟" عمران نے الفانسے سے پوچھا۔

"جشن کے لیے... تم دونوں کو آگ میں پھینک کر ہم لوگ رمبا ناچیں گے۔" الفانسے نے مسکرا کر جواب دیا۔

...اور سوزی کانپ گئی۔ اُس نے کہا۔

"مسٹر التھرے! پلیز... رحم کیجیے۔"

"تم بالکل محفوظ ہو بے بی!" الفانسے نے ہنس کر کہا۔

عمران گراموفون کی طرف بڑھا۔ اُس پر ریکارڈ رکھا ہُوا تھا۔ اُس نے ٹرن ٹیبل کو متحرک کر کے ساؤنڈ بکس رکھ دیا۔ ہال میں موسیقی گونجنے لگی۔ وہ سب اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ عمران مسکراتا ہُوا سوزی کے قریب آیا اور اُسے بازوؤں میں لے کر رمبا ناچنے لگا۔

"پاگل ہوگئے ہو، تم پاگل ہوگئے ہو۔" سوزی اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مچلی۔

"تم بھی پاگل ہو جاؤ۔" عمران ہنستا ہُوا بولا۔ "قبل اس کے یہ لوگ مجھے بھُون کر کھا جائیں، میں تین منٹ تک رمبا ناچنا چاہتا ہوں۔"

"خدا تم سے سمجھے... میں پہلے ہی منع کر رہی تھی۔"

"مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے... دوسری دُنیا میں ہم ضرور ملیں گے۔"

تھریسیا حیرت سے مُنہ کھولے انھیں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ریکارڈ کے ختم ہوتے ہی وہ رُک گئے تو دفعتاً تھریسیا چیخی۔

"الفانسے! کیا تم بھی اسی کی طرح احمق ہوگئے ہو؟ یہ وقت ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں مادام!"

اچانک عمران نے قہقہہ لگایا اور پھر گراموفون کی طرف بڑھتا ہُوا بولا۔ "ایک راؤنڈ اور سہی تھری بی... کیا اس میں تم میری پارٹنر بننا پسند کرو گی؟"

سیسرو، عمران کی طرف جھپٹا۔ شاید وہ اُسے گراموفون کی طرف نہیں جانے دینا چاہتا تھا، لیکن قبل اس کے کہ وہ عمران کو ہاتھ بھی لگا سکتا، عمران نے پلٹ کر ایک گھونسا اس کی پیشانی پر جڑ دیا۔ اُس نے سنبھلنا چاہا، لیکن ممکن نہ ہُوا۔ اتنی دیر میں عمران کی لات بھی اُس کے پیٹ پر پڑ چکی تھی۔ سیسرو کسی زخمی بھینسے کی طرح ڈکرا کر دُہرا ہو گیا۔

"ٹھہرو الفانسے!" تھریسیا کی آواز سنّاٹے میں گونجی۔ "اس بھوسے کو سیسرو ہی ٹھیک کرے گا۔ سیسرو! اسے اُٹھا کر آگ میں جھونک دو۔"

سیسرو اُس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران پر ٹوٹ پڑا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ اُسے رگیدتا ہُوا آگ تک لے جائے۔

"عمران! خدا کے لیے کنجی کا پتا بتا دو۔" دفعتاً کرنل نادر نے چیخ کر کہا۔

عمران نے سیسرو سے نپٹتے ہوئے جواب میں ہانک لگائی۔ "نہ مجھے جاپانی سیکھنے کا شوق ہے اور نہ میں تمھاری طرح بوڑھا ہوں۔ میرے کباب یہ لوگ بڑے شوق سے کھائیں گے..."

پھر کرنل نادر کو سانپ سونگھ گیا۔ سوزی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی اور تھریسیا کی آنکھوں سے تشویش ہویدا تھی، لیکن الفانسے اس لڑائی کو بالکل اسی انداز میں دیکھ رہا تھا، جیسے آدمی نہیں بلکہ دو مرغ لڑ پڑے ہوں۔

دفعتاً عمران کے پاؤں اُکھڑ گئے اور سیسرو اُسے رگیدتا ہُوا آگ کی طرف لے جانے لگا۔

"ارے... بچاؤ... بچاؤ۔" سوزی ہذیانی انداز میں چیخی۔

"خاموش!" الفانسے غرّایا۔

"ارے، یہ کیا ہو رہا ہے؟" سوزی کسی ننھی سی بچّی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ہائیں..." بیک وقت سب کی زبانوں سے نکلا اور جگر خراش چیخ ہال میں گونج اُٹھی۔ کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یک بیک نقشہ کیسے بدل گیا تھا۔ بس آگ کے قریب پہنچتے ہی انھوں نے سیسرو کو اُچھلتے دیکھا، جو اپنے ڈیل ڈول سمیت عمران کے سر پر سے گزرتا ہُوا آگ میں جا پڑا تھا۔

"اب تم سب اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا لو۔" عمران نے اُن کی طرف مُڑ کر کہا۔

اُس کے ہاتھ میں ریوالور تھا، جو شاید اُس نے اسی دوران میں سیسرو کے ہولسٹر سے کھینچ لیا تھا۔ سیسرو آگ سے کُود کر عمران کے قریب آپڑا۔ اب اُس کے مُنہ سے

آوازیں نہیں نکل رہی تھیں، لیکن وہ کسی زخمی جانور کی طرح تڑپ رہا تھا۔ ان لوگوں نے چپ چاپ ہاتھ اٹھا دیے۔ چونکہ حالات غیر متوقع طور پر بدلے تھے، اس لیے انھیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"یہ تیسرا اور شاید آخری موقع ہے الفانسے!" عمران مسکرا کر بولا۔ "لہٰذا قبل اس کے کہ ہم رخصت ہوں، جشن ہو جائے۔ میری طرف سے دعوت ہے۔ سوزی! تم اس شریف آدمی کو کھول دو، جو کرسی پر بندھا ہوا ہے۔"

سوزی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کرنل نادر کو کھولنے لگی اور عمران نے پھر الفانسے کو مخاطب کیا۔ "تم سونے کی مُہر میرے حوالے کر دو، جس کے بغیر ریڈ اسکوائر کا غذات نامکمل ہیں تو میں تمھیں نکل جانے دوں گا۔ یہ عمران کا وعدہ ہے۔"

"کیا یہ حقیقت ہے کہ مُہر ان کاغذات کے ساتھ نہیں تھی؟" الفانسے نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تب تو ہم اب تک بیکار ہی اپنا وقت ضائع کرتے رہے؟" الفانسے بڑبڑایا۔

"ہاہا..." عمران نے قہقہہ لگایا۔ "تم کسی بے وقوف آدمی کو بے وقوف نہیں بنا سکتے الفانسے!"

الفانسے کچھ نہ بولا۔ عمران نے سوزی سے کہا۔ "ریکارڈ لگا دو... جشن ضرور ہوگا۔" پھر وہ سیسرو کو آواز دینے لگا، جو اب بھی ہاتھ پیر پٹخ رہا تھا۔ اُس کی شکل بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ سر کے بال غائب ہوگئے تھے، بھویں صاف اور چہرہ مسخ ہوگیا تھا۔ موسیقی کی لہریں ہال میں منتشر... ہونے لگیں۔

"ناچو!" عمران چیخ کر بولا۔ "ناچتے رہو... ورنہ ایک ایک کو گولی کا نشانہ بنا دوں گا۔" رقص شروع ہوگیا، مگر وہ اس طرح لڑکھڑا رہے تھے، جیسے بہت زیادہ پی چکے تھے۔ صرف ایک جوڑا ایسا تھا جو اس حالت میں بھی ڈھنگ سے ناچ رہا تھا۔ یہ تھریسیا اور الفانسے تھے۔ ویسے الفانسے کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں اور تھریسیا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"بند کرو یہ پاگل پن!" سوزی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ "تم سب بدخبیث روحیں منڈلا رہی ہیں... بند کرو... بند کرو۔"

اُس کی چیخیں موسیقی کی لہروں سے اُلجھ اُلجھ کر ٹکراتی رہیں اور پھر وہ چکرا کر ڈھیر ہوگئی۔ شاید بے ہوش ہوگئی تھی۔ وہ اسے عمران کا پاگل پن سمجھی تھی، لیکن اُسے اس کا علم نہیں تھا کہ عمران خود بھی دل ہی دل میں اپنی بوٹیاں نوچ رہا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ اُس کے ماتحت جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے، لیکن اُن کا ابھی تک کہیں پتا نہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بار بھی تھریسیا اور الفانسے بچ کر نکل جائیں۔ وہ اُن کی بھیڑ میں تنہا تھا۔ اس لیے انھیں اُس وقت تک اُلجھائے رکھنا چاہتا تھا، جب تک اُس کے ماتحت وہاں پہنچ نہ جائیں۔

کرنل نادر سے بھی وہ کام لے سکتا تھا، مگر اُس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اُس پر اعتماد کیا جا سکتا۔ اُس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ذہن کو قابو میں رکھنے کے لیے کافی جدوجہد کر رہا ہے۔ ورنہ شاید اُس کا بھی وہی انجام ہوتا، جو سوزی کا ہوا تھا۔

ریکارڈ ختم ہوگیا اور رقاص رُک گئے۔ اُدھر سیسرو بھی ساکت ہوگیا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت عمارت کے کسی حصے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ عمران صرف پل بھر کے لیے اُدھر متوجہ ہوگیا اور اُن میں سے کسی نے کوئی چیز چھت سے لٹکے ہوئے ایک بلب پر کھینچ ماری۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہال نیم تاریک ہوگیا۔

"خبردار! اگر کسی نے جنبش بھی کی..." عمران دہاڑا اور ایک ہوائی فائر بھی کر دیا۔ ایک گوشے میں بکھری ہوئی آگ کی روشنی اتنے بڑے ہال کے لیے ناکافی تھی۔

"خبردار... جو جہاں ہے، وہیں ٹھہرے۔" اچانک کئی آوازیں آئیں۔ "ہمارے پاس ٹامی گنیں ہیں۔"

پھر کئی ٹارچوں کی روشنیاں اندھیرے میں آڑی ترچھی لکیریں بنانے لگیں۔

"ارے، وہ دونوں تو نکل ہی گئے۔ ایکس ٹو کے بچّو!" عمران چیخا اور پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑنے لگا۔ ان لوگوں میں اُسے تھریسیا اور الفانسے نظر نہیں آئے، پھر اُس نے دروازے کا رُخ کیا۔ پوری عمارت چھان ماری، لیکن اُن دونوں کی پرچھائیاں بھی نہ ملیں۔

ویسے اُس کے ماتحت دوسرے لوگوں کے ہتھکڑیاں

لگا چکے تھے۔ عمران نے مزید تگ و دو فضول سمجھی اور پھر ہال میں واپس آگیا۔ یہاں اب بھی اندھیرا تھا، یوں تو پوری عمارت ہی تاریک ہوگئی تھی، مگر انگاروں کی مدھم سی سُرخ روشنی میں ہال کی فضا کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔

عمران نقاب پوشوں پر برس پڑا۔ "کس اُلّو کے پٹھے نے تمھیں یہاں بھیجا تھا؟ میرا سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"یہاں ایک جلسی ہوئی لاش بھی ہے برخوردار!" کیپٹن خاور نے کہا۔ "تمھیں اس کے لیے جوابدہ ہونا پڑے گا... تم ہو کس چکر میں؟"

"فکر نہ کرو، یہاں وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔ وہ مجھ سے اچھا اور کئی زبانوں میں جواب دے سکیں گے۔ حتیٰ کہ جاپانی میں بھی..."

وہ سچ مچ اپنے ان نالائق ماتحتوں پر بُری طرح جھلایا ہوا تھا۔ اُس کا بس چلتا تو اُن سب کو بھی اس دہکتی ہوئی آگ میں جھونک کر خود اُن کے کفن کے لیے چندہ اکٹھا کرنے نکل کھڑا ہوتا۔

تھریسیا اور الفانسے ایک بار پھر چوٹ دے گئے۔ سیسرو سچ مچ ختم ہو چکا تھا۔ مجبوری کا نام شکر ہے، لہٰذا عمران نے بھی سوچا... چلو ایک تو کم ہوا۔

پھر وہ پوری رات عمران کو آنکھوں میں کاٹنا پڑی۔ سوزی کو ہوش تو آگیا تھا، لیکن اُس کا ذہنی توازن بھی بگڑا ہوا تھا۔ وہ ساری رات اسپتال میں ہی رہا۔ اور دوسری صبح جب گھر واپس آیا تو اُسے ایک لفافہ ملا، جس پر اُس کا نام تحریر تھا۔ عمران نے اُسے چاک کرکے لکھا ہوا پرچہ نکالا۔

"عمران ابنِ الخال! ہم یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ پچھلی رات بھی تو تم نے مجھے بھی پاگل کر دیا تھا۔ میں نہیں سمجھتی تھی کہ میرے متنبہ کرنے کے باوجود بھی تم سوزی کے ساتھ وہاں چلے آؤ گے۔ خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا؟ تم جیسا آدمی شاید روئے زمین پر نہ ملے۔ میں تو تمھیں آدمی ہی سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں سیسرو کا یہی انجام چاہتی تھی، وہ شبہ کرنے لگا تھا کہ میں تمھیں بچانے کی کوشش کرتی ہوں۔ جب وہ تمھیں دھکیلتا ہوا آگ کی طرف لے جا رہا تھا تو میں پاگل ہوئی جا رہی تھی، پھر جب تم نے اُسے آگ میں جھونک دیا تو میرا دل چاہا کہ تمھیں گود میں اُٹھا کر ناچنے لگوں۔ کاش میں ایسا کر سکتی۔ سونے کی مُہر ہر وقت الفانسے کی جیب میں رہتی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے۔ کاش تم آدمی بن سکتے، مجھے سمجھ سکتے۔" ٹی تھری بی۔

"ارے یہ لفافہ یہاں کیسے آیا؟" عمران نے سلیمان کو مخاطب کیا۔

"پتا نہیں صاحب! یہیں فرش پر پڑا تھا۔ شاید کسی نے دروازے کی جھری سے ڈالا ہو۔"

"کسی دن کوئی دروازے کی جھری سے یہاں بم ڈال کر چلا جائے گا۔" عمران بگڑ گیا۔

"اتنی باریک جھری سے بم کیسے ڈالے گا؟"

"ابے بم کا سفوف بھی، کبوتر کے بچّے... اس ایٹمی دور میں سب کچھ ممکن ہے۔ میں تیری دُم پر بیٹھ کر مریخ کی طرف بھی پرواز کر سکتا ہوں۔ بس تمھیں ایک ایٹمی پڑیا چاٹنی پڑے گی۔"

اُس نے تھریسیا کا لفافہ توڑ مروڑ کر آتش دان میں ڈال دیا۔ شام کو پھر اسپتال پہنچا۔

سوزی کی حالت اب بہتر تھی۔ اُس نے عمران کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے اور بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولی۔

"تم جاؤ یہاں سے، خدا کے لیے چلے جاؤ... ورنہ میری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی۔ مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے!"

عمران چپ چاپ کمرے سے نکل آیا۔ وہ دل ہی دل میں تھریسیا اور سوزی کا موازنہ کر رہا تھا۔